396

فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم
ارشاد رحيميه
طريق
حضرت نقشبنديه
رساله
حضرت خواجه باقى بالله
در مطبع احمدى متعلق مدرسه عزيزى دهلى مطبوع گرديد ۱۹۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...لحمد ہو بہ حقیق و الصلوٰۃ
السلام علی رسولہ محمد الشفیق
...و علی آلہ و اصحابہ
...ہو فی بحر التوحید
...ز اللہ ... من بحبۃ
...بت اما بعد می گوید قلیل البضاعت
...سد الضاعت الراجی من اللہ الکریم محمد
...الرحیم بن وجیہ الدین الاویسی نقشبندی
...للہ ولوالدیہ ولاستاذہ و مرشدیہ
...درین اوراق کلماتے چند کہ سالک این
...یقہ شریفہ علیہ را وقوف بر وے لازم ست
...ن کنم شاید کہ اہل دولتی را بہرہ ازین
...اصل شود بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ
...بسر بدین نعمت عظمیٰ واصل شود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف و ثنا اللہ جل شانہ کی ہے واسطے ہے
جیسی چاہیئے۔ اور صلوٰۃ و سلام اسکے رسول حضرت
محمد رسول اللہ پر جیسا اونکے لایق ہے صلے اللہ علیہ و آلہ
واصحابہ اجمعین اور انکے آل و اصحاب پر جنہون نے
دریاے توحید مین غوطے لگائے اور اچھے گوہر بے بہا نہ سے
نکالے اسکے بعد کہتا ہے کم ہنر و کم سرمایہ امیدوار رحمت کریم
محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین اویسی النقشبندی اللہ
مغفرت کرے اوسکی اور اوسکے والدین اور استادون
اور مرشدون کی کہ ان اوراق مین ایسے چند کلمے
جنسے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ کے سالک کو
لازم ہے بیان کرتا ہون شاید کسی خوش نصیب کو
اُنسے فائدہ ہو حدیث شریف مین آیا ہے الدال علی
الخیر کفاعلہ یعنے نیک رستہ بتانیوالا ایسا ہے جیسا وہ نیکی
کرنیوالا یعنے دونو کو ثواب برابر ہے تو اس فقیر کو نیت بے عملی حاصل ہو

شعر

باانہمہ بیحاصلی و ہیچ کسی | در بانده بنارسائی بوالہوسی
داده‌یم نشان گنج مقصود ترا | گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

واللہ الموفق بطریق السداد

فصل ۳

بدان اَفْنَاکَ اللہُ تعالےٰ عَنْکَ وَاَبْقَاکَ بِہٖ کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاؤالحق والشرع والدین المعروف بہ نقشبند و خلفاء ایشان قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم۔ بعد از تصحیح عقیده اہل سنت وجماعت واتیان اعمال صالحہ واتباع سُنن ماثوره واقتفا بسلف صالح رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین وعزیمت در عمل واجتناب از محظورات ومکروہات دوام عبودیت ست یعنے دوام حضور با حق سبحانہ وتعالےٰ ست بے مزاحمت شعور بغیر بلکہ از شعور این شعور نیز علے مرور الاوقات من غیر فترت وتشتت عزیمہ و این سعادت عظمےٰ ونعمت ابقےٰ بے جذبۂ الٰہی کہ جذبۃ من جذبات الحق خیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست و موثر ترین اسباب حصول این جذبہ صحبت برگزیده کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد و مشرف بہ تجلی ذاتی شده باشد نیست وصحبت مع الشرائط

فصل ۳

ترجمہ یعنے باوجودیکہ مینے کچھہ حاصل نہ کیا اور کسی لایق نہوا۔ اور تہک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود کا پتا دیدیا ہے کہ اگر ہم نہین پہنچے شاید تو پہنچ جائے (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی)

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤالحق والشرع والدین نقشبند اور اون کے خلفا قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت وجماعت کا عقیده درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین کی پیروی کرے اوسے عمل مین عزیمت اختیار کرے اور جو باتین منع اور مکروه ہین اون سے بچے ان سب باتون کے بعد دوام عبودیت ہے یعنے دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح کہ شعور غیر کچھ اوسمین مزاحمت نکرے بلکہ اس شعور کا شعور بھی مزاحمت نکرے ہر وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھہ دوام حضور ہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور نعمت القی بے جذبۂ آلہی کے میسر نہین وه جو کہا ہے (اللہ کے جذبونمین سے ایک جذبہ دونو جہانکی عبادت سے بہتر ہے) وه یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسے بزرگ کی صحبت ہے جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہو اور تجلی ذاتی سے مشرف ہوا ہو اس سے زیاده کوئی سبب موثر نہین اور اوس بزرگ کی صحبت جب اثر کرتی ہے کہ شرطون ✣ ✣ ✣

فارسی

والآداب موثر ست والا بسا کس سالہا در صحبت
اولیا با حسن عقیدہ ماندہ اند و اثر کمال
ظاہر نشدہ و از سبب ترک ادبے از
اعلے علیین در اسفل السافلین افتادہ
چنانچہ در سنۃ اللہ توالد و تناسل صوری
بے پدر و مادر متعذر۔ توالد معنوی بے مرشد
متعسر قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس
سرہ الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لا ثمر
لہا وان کان لہا ثمر یکون بغیر
لذۃ و این فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین
و اجازت از شیخ علے التحقیق بالاقتدا
حقیق جامع مظہرات السبحان حافظ
کلام الرحمن خواجہ سید عبد اللہ ست
قدس سرہ و آیشان را از شیخ المشائخ
حضرت شیخ آدم بنوری ست و آیشان
را از مرشد زمانہ و شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کابلی ست و آیشان را از ناشر
طریقہ علیہ در بلاد ہند حضرت خواجہ
محمد باقی ست و ایشان را از حضرت
خواجہ امکنکی ست و ایشان را از
مولانا درویش محمد ست و آیشان
را از مولانا محمد زاہد ست و آیشان
را از قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ
احرار ست و ایشان را از شیخ الشیوخ

اردو

اور آداب ایسا کہ ساتھ ہوا ور نہین تو بہتیری
لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون
رہے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور
بسبب ایک ادب کے ترک کرنے کے اعلیٰ
علیین سے اسفل السافلین مین جا گرے ہیں جیسے
سنت الٰہی یون ہے کہ فرزند ظاہری بے
مان اور باپ کے پیدا نہین ہوتا
اسی طور اولاد معنوی بے مرشد کے دشوار
ہے (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ فرماتے
ہین۔ یعنے جو درخت خود بخود اُوگے۔ اُس مین
میوہ نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو اُس مین
لذت نہین ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر مین
وصل تلقین اور اجازت کا اُن سے ہے جو
تحقیق شیخ ہین۔ اور اقتدا کے لایق ہین جامع
ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ کلام رحمن
کے وہ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ ہین
اور اون کو شیخ المشائخ حضرت آدم بنوری
سے ہے۔ اور اُن کو مرشد زمانہ او شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد کابلی سرہندی سے
ہے اور اونکو جو ناشر (یعنی پھیلانے والے) طریقہ علیہ
نقشبندیہ ہند مین ہین حضرت خواجہ محمد باقی اُن سے اور
اُنکو حضرت خواجہ امکنکی سے اور اونکو مولانا درویش
محمد سے اور اونکو مولانا محمد زاہد سے، اور اونکو قدوۃ
الابرار زبدۃ الاحرار عارف باللہ حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار سے۔ آور اون کو شیخ الشیوخ

جامع المعقول والمنقول صاحب العلم
والعمل مولانا یعقوب چرخی وایشان را
از قطب الاقطاب سلطان العارفین
صاحب الطریقة خواجه بهاؤ الحق والدین
المعروف بنقشبند وایشان را در طریق نظر
قبول بفرزندی از شیخ طریقة خواجه محمد
بابا سماسی ست اما نسبت تربیت حضرت
خواجه قدس سره بحقیقت از روحانیة
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبد الخالق غجدوانی
ست ونسبت ارادة وصحبت وتعلیم
باداب وسلوک وتلقین ذکر حضرت خواجه
را از حضرت امیر سید کلال ست وایشان
را از خواجه محمد بابا سماسی ست و
ایشان را از خواجه علی رامیتنی وایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از
خواجه عارف ریوگری وایشان را از
خواجه عبد الخالق غجدوانی که سر حلقه
خواجگانند وایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب همدانی
وایشان را از خواجه علی فارمدی طوسی
ست که از کبار مشائخ خراسانند وحجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان ست وایشان را
از شیخ ابو القاسم گرگانی وشیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب ست

جامع معقول اور منقول صاحب العلم والعمل
مولانا یعقوب چرخی ہے اور اونکو قطب
الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقة
خواجه بهاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند
اور اونکو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقت
خواجه محمد بابا سماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت میں روحانیت سے ہے حضرت خواجہ
بزرگ خواجه عبد الخالق غجدوانی سے ہے
اور نسبت ارادت اور صحبت اور سلوک
اور تلقین ذکر کی حضرت امیر سید کلال
سے ہے - اور اون کو خواجه محمد بابا سماسی
سے - اور ان کو خواجه علی رامیتنی سے
اور اون کو خواجه محمود الخیر فغنوی سے
اور اون کو خواجه عارف ریوگری سے
اور اون کو خواجه عبد الخالق غجدوانی
سے - جو سر حلقہ خواجگان ہیں اور اون
کو خواجه امام ربانی ابو یعقوب یوسف
بن ایوب ہمدانی سے - اور اون کو خواجہ
علی فارمدی طوسی سے جو خراسان
کے بڑے مشائخوں میں ہیں - اور حجة
الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت
علم باطن انہیں سے ہے - اور
اون کو شیخ ابو القاسم گرگانی سے
اور شیخ ابو القاسم کو علم باطن
میں نسبت دو جانب سے ہے

یکے شیخ ابو الحسن خرقانی و وے را
شیخ ابو یزید بسطامی ست و ولادۂ شیخ
ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید ست
بمدتے و تربیت شیخ ابو یزید وے را
بحسب باطن و روحانیت بودہ است
نہ بظاہر و صورت و نسبت ارادۂ
شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر صادق
ست رضی اللہ تعالی عنہ و بنقل
صحیح ثابت شدہ است کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت
امام ست و تربیت حضرت امام ویرا
بحسب معنے و روحانیت بودہ است
نہ بحسب ظاہر و صورت و حضرت امام
جعفر صادق را رضی اللہ تعالی عنہ
چنانچہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ
در قوت القلوب آوردہ دو نسبت
ثابت است یکے بوالد بزرگوار خود
امام محمد باقر و ایشان را بوالد
بزرگوار خود امام زین العابدین
علی بن الحسین ست و ایشان را بوالد
بزرگوار خود امام حسین و ایشان را
بوالد بزرگوار امیر المومنین علی
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین و
ایشان را بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم و مشائخ طریقہ قدس سرہ سلسلہ نسبت

ایک تو شیخ ابو الحسن خرقانی سے۔ اور شیخ
ابو الحسن خرقانی کو ابو یزید بسطامی سے
اور شیخ ابو الحسن کی ولادت شیخ ابو یزید
سے مدت کے بعد ہے۔ اور تربیت شیخ ابو
یزید کی اون کو بحسب باطن اور روحانیت
سے ہے۔ ظاہر مین نہین ہے۔ اور نسبت
ارادۂ شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر
صادق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہ اور
صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید کی بھی بعد وفات حضرت
امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت
حضرت امام کی شیخ ابو یزید کو بحسب معنے
اور روحانیت کے ہے۔ بحسب ظاہر نہین
ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالی عنہ کو بموجب لکہنے شیخ ابو طالب مکہ
قدس سرہٗ کے۔ جو قوت القلوب مین لکہا
ہے۔ دو نسبت ثابت ہین۔ ایک تو اپنے
والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور ان
کو اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین
علی بن الحسین سے۔ اور ان کو اپنے والد
بزرگوار امام حسین سے۔ اور اون کو اپنے
والد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان
اللہ علیہم اجمعین سے۔ اور اون کو
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور مشائخ طریقت قدس سرہ سلسلہ نسبت

ائمہ اہلبیت را رضی اللہ تعالے عنہم از
جہتہ نفاست و عزت و شرفے کہ دارو
سلسلۃ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی
عنہ از حضرت امام قاسم ابن محمد ابن سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہ پدر مادر
حضرت امام ست واز فقہاے سبعہ بودہ
است و بے نظیر زمان خود در علم ظاہر و
باطن و وے را نسبت ارادۃ باطن بسلمان
فارسی ست رضی اللہ تعالی عنہ و وے را
با وجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نسبت باطن بہ
امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالے
عنہ نیز بودہ است بعد از انتساب بحضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت امام مقتدا خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ در رسالہ قدسیہ نوشتہ اند
اہل تحقیق برآنند کہ امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ بعد از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم از ان خلفا کہ برا امیر المومنین علی
مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن تربیت یافتہ اند
و شیخ ابو طالب مکی قدس روحہ در قوت
القلوب فرمودہ اند کہ قطب الزمان
در ہر عصرے الے یوم القیامۃ در مرتبہ
و مقام نائب مناب امیر المومنین
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ است

اہلبیت رضی اللہ عنہم کو بسبب نفاست اور
اور عزت و شرف کے جو اون کو حاصل ہے
سلسلۃ الذہب کہتے ہین اور دوسرے
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالی عنہ کو اپنے نانا صاحب حضرت امام قاسم
ابن محمد ابن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالی عنہ سے ہے جو ساتوین فقہا مین
سے ہین اور اپنے زمانہ کے بے نظیر ہین علم
ظاہر و علم باطن مین - اور اون کو نسبت باطن
سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے اور
اون کو با وجود شرف صحبت حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے باطن کی نسبت
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالے عنہ سے بہی ہے بعد نسبت حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور
حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس
سرہ نے رسالہ قدسیہ مین لکہا ہے
کہ اہل تحقیق کے نزدیک حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بعد اُن خلفا سے
جو آپ سے پہلے خلیفہ ہو گئے ہین نسبت
باطن کی تربیت پائی ہے اور شیخ ابو طالب
مکی قدس سرہ نے قوت القلوب مین فرمایا ہے کہ
قطب زمان ہر زمانہ مین قیامت تک مرتبہ و مقام
مین نائب مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا

وآن سہ دیگر اوتاد کہ فروتر از قطب اند
نائب مناب آن سہ خلیفہ دیگر اند کہ
امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و
امیر المومنین علی اند رضی اللہ تعالے
عنہم و شش دیگر از صدیقان نائب مناب
شش دیگر از عشرہ مبشرہ رضوان اللہ
تعالے علیہم اجمعین و نسبت دیگر شیخ
ابو القاسم گرگانی در ارادت باطن
بہ شیخ ابوعثمان مغربی و وے را بابو علی
کاتب و وے را بابو علی رودبارے
و وے را بہ جنید بغدادی و وے را
بسری سقطی و وے را بمعروف کرخی و
شیخ معروف را دو نسبت واقع ست
یکے بداود طائی و وے را بحبیب عجمی
و وے را بحسن بصری و وے را بامیر المومنین
علی رضی اللہ تعالی عنہ و ایشان را بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دیگر شیخ
معروف را نسبت ارادت بحضرت امام علی
موسے رضا رضی اللہ تعالی عنہ ہست و ایشان
را بوالد بزرگوار خود امام موسی کاظم رضی
اللہ تعالی عنہ ایشان را بوالد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ الی
آخر النسبۃ کما مر از بیان سلسلہ این مشائخ
قدس اللہ ارواحہم معلوم میگردد
اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ

اور وہ تین اوتاد جو قطب زمان سے
نیچے ہین - وہ نائب مناب اُن تین خلیفون
کے ہین یعنے امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین
حضرت علی کی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور
چھہ صدیق نائب مناب اون باقی چھہ
عشرہ مبشرہ کے ہین رضوان اللہ تعالی
عنہم اجمعین اور دوسری نسبت ارادت
باطنی مین شیخ ابو القاسم گرگانی کی شیخ ابو
عثمان مغربی سے - اور اون کو ابو علی کاتب
سے اور اون کو ابو علی رودباری سے اور
اون کو جنید بغدادی سے اور اون کو سری
سقطی سے اور اون کو معروف کرخی سے -
اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے ہے ایک
تو داود طائی سے - اور اون کو حبیب عجمی سے
اور اون کو حسن بصری سے اور اونکو امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف
کرخی کو حضرت امام علی موسی رضا سے ہے اور اونکو اپنے
والد بزرگوار امام موسے کاظم سے - اور
اون کو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالی عنہ سے انتہا تک جیسا اوپر
بیان کیا ہے - ان مشائخ قدس اللہ ارواحہم
کے سلسلہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ -

مذکور نہ اویسی بودہ اند و معنی اویسی آنست
کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین
عطار قدس اللہ سرہٗ گفتہ اند قومے از
اولیاء اللہ باشند کہ ایشان را مشائخ طریقت
و کبرا حقیقت اویسیان نامند و ایشان را
در ظاہر حاجت بہ پیری نبود زیرا کہ
ایشان را حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت
خود پرورش میدہد بے واسطہ غیرہ چنانچہ
اویس را در رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم و این مرتبہ عالی تا ہر کرا خواہد باشد ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و بسیارے از
مشائخ طریقت را در آوان سلوک توجہ
باین مقام بودہ است چنانکہ شیخ ابوالقاسم
گرگانی طوسی کہ سلسلہ شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبرے بایشان می پیوندد و
شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن
خرقانی و غیرہم را و اویسی را در سلوک و
وصول بفیض ربانی و تجلیات رحمانی
ارواح مقدسہ وسائط مے باشند اما
در طریق جذبہ کہ طریق وجہ خاص
است ہیچ واسطہ در میان نبود۔

فصل ۲

بدان افناك اللہ تعالی عنك وابقاك بہ

اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور
اویسی کے یہ معنے ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ
فریدالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا
اللہ میں ایک ایسے اولیا ہیں کہ اونکو مشائخ طریقت
اور کبرا حقیقت اویسی کہتے ہیں اون کو ظاہر
میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی کہ اون کو حضرت
نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور کسی ولی کی
روح اولیا اللہ میں سے اپنے آغوش عنایت
میں پرورش کرتی ہے بے واسطے اور
وسیلہ کسی اور کے جیسے حضرت اویس قرنی کو
حضرت رسالت پناہ نے کی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا چاہے دیوے ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت
کو زمانہ سلوک میں اس مقام کیطرف توجہ ہوئی
ہے جیسے شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی کو کہ سلسلہ
شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری کا اون سے جا ملتا ہے
اور شیخ ابوسعید ابوالخیر۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی
اور اون کے سوا اور بہی۔ اور اویسی کو سلوک میں
وصول فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو
ہوتا ہے اوس میں ارواح مقدسہ واسطہ
ہوتے ہیں۔ لیکن جذبہ کے طریق میں کہ وہ
ایک طریق وجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان نہیں ہوتا

فصل ۲

جان اے سالک اللہ تعالی بخشے سرداری

معارج نہایات الکمالات کہ طریقہ سلوک و
وصول این طائفہ بر سہ گونہ است اوّل طریقہ
ذکرست و چون ذکر از روے لفظ و نطق
کونی ست و از روے مدلول ربانی
پس برزخ ست میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباطے حاصل خواہد شد کہ آن
علم لدنی ست خارج ست از تعلیم و تعلم
و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزلہ ہجا
ست مر طفل را کہ ہرگز بے ہجا ملکہ قرائت
حاصل نشود و مشایخ طریقت قدس اللہ
ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کردہ اند و حدیث نبوے چنین
وارد ست کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ
و حجب روندگان نتیجہ نسیان ست و حقیقت
حجاب انتقاش صور کونیہ است در دل
و درین انتقاش نفی حق و اثبات
غیرست پس خلاص از شرک خفی جز
بملازمت و مداومت بر معنی این کلمہ
کہ نفی ما سواے حق و اثبات حق سبحانہ
تعالی ست حاصل نیاید- طریق ذکر
آن ست لب بر لب زبان بکام چسپاند
و نفس را در درون حبس کند چنان کہ بسیار
تنگ شود و حقیقت دل کہ عبارت
ازان لطیفہ دراکہ است کہ در طرفۃ العین
از آسمان فوق و در تمام عالم سیر کردن میسرست

نہایات کمال کے معراج عطا کرے کہ سلوک اور
وصول کا طریقہ ان بزرگون کا تین طرح
ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہے اور جبکہ ذکر از روے
لفظ و نطق کے کونی ہے یعنے اس موجودات
مین سے ہے اور از روے معنے کے ربانی ہے تو یہ برزخ
ہے یعنے بیچ مین ہے خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی ہے
جو سیکھنے اور سکہانے سے نہین آتا اور ذکر اسم
ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ ہجون
کے ہے جیسے پہلے بچے جب تک ہجے نکرین پڑہنا
نہین آتا اور مشایخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے
سب ذکرون مین ذکر لا الہ الا اللہ کو اختیار کیا ہے اور حدیث
شریف مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ یعنے
افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سالکون کا حجاب نسیان
کا نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ ہے کہ موجودات کے
صورتین دل مین نقش ہون اور جب دل مین موجودات
کے صورتین نقش ہوئین تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات
ہوا تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہے کہ اس
کلمہ کے معنے پر ہمیشہ رہے اور لازم کرلے کہ اس کلمہ
مین حق کا اثبات اور غیر کی نفی ہے- طریقہ ذکر کا یہ
ہے کہ لب کو لب پر زبان تالو سے لگا لے اور دم
کو روکے- مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جاوے
اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے
ایسا کہ پلک مارتے مین آسمان پر پہنچ جاوے
اور تمام عالم تک پھر آسکے

از همه اندیشها خالی سازد و دے را
بدل مجازے کہ گوشت پاره ایست بر
صورت صنوبری جانب چپ متوجه
گرداند و بذکر کردن مشغول کند برین
انچ که کلمہ لا اله را از جانب راست متصل
ناف کشد باز کتف راست حرکت داده
تا بر سہت رساند و کلمہ الا الله سخت بر دل
صنوبری زند چنان که حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول الله را از جانب چپ
تا بجانب راست برد و در طرف نفی وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعه کند
یعنے چون بدل گوید لا اله الا الله برابر
این بخیال اندیشه معنے لا موجود تصور
کرده همه اشیا را و خود را درین اندیشه
محو کند و در طرف اثبات وجود حق سبحانه
تعالے را بنظر بقا ملاحظه نماید یعنے چون
الا الله گوید ملاحظه کند آنچه موجود
ہست حق ہست و طریق ذکر اسم ذات
آنست که متوجه بقلب صنوبری شده
اسم مقدس الله بمد تام و شد تمام از
تحت ناف سے کشند و بزبان دل ذکر
مے گویند با ملاحظه معنے بیچون بعضے
از کبراے این طریقت عقب هر ذکر
این معنے را ملاحظه میکنند که تو ئی
مقصود و تو ئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکو
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنے مین مشغول کرے اسطرح
کہ کلمہ لآ الہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈہے کو حرکت دیکے
بائین مونڈہے پر پہنچا ئے اور کلمہ اِلّا اللہ کو زور
سے دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول اللہ
کو بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجائے اور طرف
نفی مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے
یعنے جب دل مین لآ الہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
یہ خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنے کوئی موجود
نہین۔ تمام اشیا کو اور اپنے تئین مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنے جب اِلّا اللہ کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر ناف
سے کھینچتے ہین۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین۔ اور بیچون کے معنے خیال مین رکھتے ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہ لحاظ ہین رکھتے ہین کہ تو ئی
مقصود ہے اور تو ئی موجود ہے اور بعضے اپنے پیر کو

درخیال نیز تصور میکنند و گفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف ست و مفید شرح صدر ست
و اطمینان دل ست و موثر ست در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس بسبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطه مطالعه جمیع مکنونات به نظر
فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه بنظر
بقا و لازمست برین ذکر حقیقت توحید
در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وے کشاده گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید هیچ تناقض نه نماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد ازان بجائے رسد که حقیقت ذکر با
جوهر دل یکے شود و هیچ اندیشهٔ غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد و چون بارگاه
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ
قَلْبُ عَبْدِيْ مُؤْمِنٍ جمال سلطان اِلَّا
اللّٰهُ تجلے نماید و حکم وعدهٔ اُذْكُرُكُمْ مجرد
از لباس حرف صوت و خاصیت
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ آشکارا شود
تاکه وجود روحانیت باقی ست و
بمرتبه فنا نرسیده است آن ذکر
بحقیقت خفیه نیست و چون بحقیقت

تصور میں رکھتے ہیں- اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب ہے آثار لطف کا- اور شرح صدر
کو مفید ہے اور دل کو اطمینان ہوتا ہے اور خطرے دل
میں نہ آنے کیواسطے بہت اچھا ہے- اور سانس
روکنے کی عادت کرے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہے بسبب مطالعہ کرنے تمام مکنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے- اور اس ذکر پہ مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی
ہے اور اوسکی بصیرت کی آنکھ کھلجاتی ہے کہ اوسکو درمیان
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھ تناقض
نہیں معلوم ہوتا ہے اور اس مقام میں ذکر دل کا ایک
صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام تک
پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل دونوں ایک
ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا اور ذکر
مذکور میں فانی ہو جاتا ہے- جب دل کی بارگاہ
اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث قدسی
کے (میری وسعت نہیں رکھتی زمین اور نہ میرا آسمان
لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل میں)
سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہے اور اُذْكُرُكُمْ
یعنے میں تمہارا ذکر کرونگا) کے وعدہ کا حکم حرف
آواز کے لباس سے مجرد آشکار ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہے مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر ہوتی
ہے جبتک روحانیت کا وجود باقی ہے اور فنا مرتبہ
کو نہیں پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہیں ہے حقیقت میں اور جب

فنا برسد آنجا بود که باطن او از نفی
بایستد و بجز از اثبات نتواند و ذکر او
الله الله الله شود و آنچه حقیقت کلمه
و سر اوست برسد و حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیة الحق سبحانه
لذاته بذاته من حیث الاسم
المتکلم اظهارا للصفات الکمالیة
و وصفا بالنعوت الجمالیة والجلالیة
و اول تجلی که بر سالک آید در مقامات
سلوک تجلی افعال بود که آن را محاضره
خوانند و آنگاه تجلی صفات شود
که آن را مکاشفه خوانند و آنگاه تجلی
ذات شود و آن را مشاهده خوانند و
حضرت خواجه امام ربانی خواجه یوسف
همدانی رحمة الله علیه که سلسله مشایخ
ما قدس اسرارهم بایشان می
پیوندد چنین فرموده اند که طالب
را باید شب و روز مستغرق لا اله
الا الله باشد خواب و بیداری به
گفتن وی نفقه کند و دست از
نوافل نمازها و ذکرها و تسبیحها بدارد
و اختصار بر این کلمه کند جایی که
علم لدنی و حکمت الهی بود و خدمت
بمستعمل زحمت باشد و در قطع
علائق مخلوقات بسبب آسیبی از

فنا کی حقیقت کو پہونچی۔ تو وہاں ہوتا ہے کہ
اوس کا باطن نفی سے پھر جاتا ہے۔ اور
سوائے اثبات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔
اور اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے۔ اور جو
کلمہ کی حقیقت اور سر ہے اوسے پہنچ جاتا ہے کہ
ذکر عبارت ہے اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتوں جمالیہ
جلالیہ کے اور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہے سلوک
کے مقامات میں وہ تجلی افعال ہوتی ہے اوسی کا محاضرہ
کہتے ہیں اور پھر تجلی صفات ہوتی ہے جسے مکاشفہ کہتے
ہیں اور پھر تجلی ذات ہوتی ہے اوس کا نام مشاہدہ
ہے اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن سے ہماری مشائخ قدس
اللہ اسرارہم کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ یوں فرماتے
ہیں۔ کہ طالب کو چاہیئے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ میں مستغرق رہے۔ اپنا سونا اور
جاگنا۔ سب اوسی پر صرف کرے۔ اور نفل
نمازوں اور ذکروں۔ اور تسبیحوں سے باز
رہے۔ فقط لا الہ الا اللہ میں سب صرف
کرے۔ بس اسی کلمہ پر اختصار کرے۔
جہاں علم لدنی ہوا اور حکمت الٰہی ہو
وہاں انسانوں سے خدمت کرنی زحمت
ہے۔ اور مخلوقات کے علاقہ قطع کرنے
کے واسطے کوئی آلہ افعال سے ÷ ÷ ÷

افعال و اذکار ظاہری و باطنی کامل
و شافی تر از قول لا الہ الا اللہ نیست
و نیز مشایخ گفته اند اگرچه دل بذکر
گویا گردد از سعی در ذکر کردن باید
ایستاد علی الخصوص پیش از
صبح و بعد عصر و نماز شام و
حضرت خواجه امام علی حکیم ترمذی
رحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرموده اند
کسی که دوام دولت ایمان طلبد
باید که در هر جای و هر کار
عادت وی گفتن کلمه لا الہ الا
اللہ بود و ظلمت شرک خفی همواره
باین کلمه دور کند و هم ایشان
فرموده اند که بیداری دل را
درجات ست و بیداری میسر
نشود الا به اقتصاد و اقتصاد
دوام ذکرست در نوم و یقظه و
بعضی مشایخ ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کرده اند و محمد رسول
اللہ را در وی مضمر میدارند
و مشایخ ما قدس اللہ ارواحهم کلمه
تمام را میگویند و قال حجة
الاسلام گمان مبر که روزن دل
به ملکوت بی خواب و بی مرگ
گشاده نگردد که این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و شافی لا الہ الا اللہ سے نہیں ہے
اور یہہ بھی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جاے
تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نرہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد۔ اور حضرت خواجہ امام علی حکیم
ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے ایمان کے
دولت ہمیشہ چاہے وہ اپنے ہر کام
مین اور ہر جاے لا الہ الا اللہ کہنے کے
عادت کرلے ہمیشہ ظلمت شرک خفی کی اس سے
دور کرتا ہے اور یہہ بھی انہون نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت درجے
ہین اور دل کی بیداری میسر نہین ہوتی
مگر اقتصاد سے اور اقتصاد کیا ہے دوام
ذکر ہے سوتے اور جاگتے اور بعضے مشایخ
نے ذکر لا الہ الا اللہ اختیار کیا ہے
اور محمد رسول اللہ کو اوس مین مضمر رکھتے
ہین اور ہمارے مشایخ قدس اللہ
ارواحہم تمام پورا کلمہ کہتے ہین -
اور امام حجة الاسلام نے فرمایا
ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا
روزن ملکوت کی طرف بغیر سونے
کے اور بدون مرنے کے نہین
کھلتا - کیون کہ یون بات نہین ہے

بلکه اگر به بیداری کسے خویشتن را ریاضت
کند و دل را از دست غضب و شهوت
و اخلاق بد و ناپایست این جهان
بیرون کند و جائے خالی بنشیند و چشم
فراز کند و حواس را معطل سازد
و دل بملکوت مناسبت دهد - الله
الله الله بر دوام گوید بدل نه بزبان
تا چنان شود که از خویشتن و از همه
عالم بے خبر شود و از هیچ چیز خبر
نداشته باشد چون چنین شود اگر
چه بیدار باشد آن روزن گشاده
شود آنچه دیگران در خواب بینند وے
به بیداری بیند ارواح و فرشتگان
در صورتهائے نیکو وے را پدید
آیند و پیغامبران را علیهم السلام دیدن
گیرد و از ایشان فائده ها گیرد و مددها
یابد و ملکوت آسمان و زمین بوے
نمایند و کسے را که راه گشاده باشد
کار عظیم بیند که در حد وصف نیاید
و اما در بدایت کار تکلف مجاهده
و ریاضات در کار است چنانکه قوله
تعالی واذکر اسم ربک وتبتل
الیه تبتیلا یعنی از همه چیز ها
گسسته گردی و همگی خود را بوے
دهی و بتدبیر هائے مشغول نه گردے

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے
اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاق بد سے اور بڑی کاموں سے
اس جہان کے بچاوے - اور ایک خالی
جاے بیٹھے - اور آنکھین بند کرے -
اور حواس کو معطل کرے اور دل کو ملکوت
سے مناسبت دے - اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ
دل سے کہے زبان سے نہین - اس قدر
کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
ہو جاے - اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے جب ایسا
ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف کھلجاتا ہے - جو کچھ اور لوگ خواب
مین دیکھین وہ بیداری مین دیکھہ لیتا ہے
ارواحین اور فرشتے اچھی اچھی صورتون
مین اوسے نظر آئین اور پیغمبران علیہم السلام
کو دیکھنے لگے اور اون سے فائدے
حاصل کرے اور اون کی مدد پائی اور
ملکوت آسمان و زمین اوسکو نظر آئین اور
جسکا روزن کھلجاے وہ ایسے کام عظیم
دیکھے جو بیان مین نہین آسکتے - لیکن ابتدا
مین مجاہدہ کے تکلیف ہے اور ریاضتین
درکار ہین چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے
یعنے سب چیزون سے کچھہ علاقہ نہ رکھے
اور بالکل اپنے تئین اللہ کو سونپ دے
اور تدبیرون سے مشغول نہ ہو ++

کہ او سبحانہ خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا
ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا چون ویرا
بوکیلے گرفتی تو فارغ شدی با
خلق میا میز وَاصْبِرْ عَلٰی مَا
یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا
یعنے صبر کن بر انچہ اہل دنیا طعن
واستخفاف کنند وایشان را بگذار
گذاشتن نیک این ہمہ تعلیم مجاہدہ
وریاضت ست تا دل صافی شود
از عبادت خلق واز شہوات دنیا
واز مشغلہ محسوسات وراہ صوفیان
این ست واین راہ نبوت ست
گمان مبر کہ این حال بہ پیغامبران
مخصوص ست زیرا کہ ہمہ آدمیان
در اصل فطرت شایستہ آنست کُلُّ مَوْلُوْدٍ
یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ عبارت ازین شایستگی
ست وَمَنْ لَمْ یَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی عِبَادًا
یُشَاھِدُوْنَ فِیْ حَالِ الْیَقْظَۃِ مَا لَا یُمْکِنُ
لِغَیْرِھِمْ اَنْ یَّرَاہُ اِلَّا فِیْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ یَھْتَدِ اِلٰی حَقِیْقَۃِ الْاِیْمَانِ بِالنُّبُوَّۃِ
وجملہ محققان مجاہدہ اثبات کردہ اند
و مر آن را سبب مشاہدہ گفتہ اند و
سہیل بن عبد اللہ مجاہدہ را علت
مشاہدہ گفتہ ست قال اللہ تعالیٰ

کہ اللہ آپ اوسکے سب کام بنا دے گا
(یعنے پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہ ہی پس اختیار کر تو اوسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے مل (یعنے صبر کر جو اہل دنیا
تجھپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین اور
اون کو چھوڑ دے اچھی طرح سے) + +
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لئے
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات کے
مشغلہ سے۔ اور صوفیون کا رستہ یہی ہے
اور یہہ نبوت کی راہ ہے۔ اور یہہ
گمان نہ کرے کہ یہہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین۔ اس لئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
ہین جو بیداری مین وہ کچھہ دیکھتے ہین
جو اون کے سوا نہین دیکھتا مگر سوتے مین تو
اُس نے ہدایت نہین پائی ایمان بالنبوۃ کی
حقیقت کی) اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت
کیا ہے اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے۔
فرمایا اللہ تعالے نے ہے۔ ۔

والذین جاهدوا فینا
لنهدینهم سبلنا و قال الجنید رحمة
الله علیه المشاهدات مواریث
المجاهدات ولا یستقیم النهایات
الا بتصحیح البدایات وذا لا یتیسر
الا بترک العادات وهجران المالوفات
بزرگان گفته اند تا صدق مجاهدت
نباشد صفائی نیز نباشد—

طریق سوم مراقبہ

طریق سوم توجه است و مراقبه
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلیٰ
و اقرب است بجذبه و از طریق
مراقبه بمرتبه وزارت و تصرف
در ملک و ملکوت می توان رسید
اشراف بر خواطر و بنظر موهبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و
دوام جمعیت خاطر و قبول دعا از
دوام مراقبه است و دوام دولت
مراقبه بے مقدمه قطع علائق و
عوائق و صبر بر مخالفت نفس و
احتراز از صحبت اغیار میسر نه گردد
و مراقبه آن ست که آن بیچون و
بیچگون که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد
بے واسطه عبارت عربی و فارسی و عبری
و غیر آن ملاحظه نماید دل خود را از شکل
صنوبری دور ندارد و این معنی [illegible]

اور جنہوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ میں
البتہ ہم انکو اپنی راہ دکھاتے ہیں اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث ہیں
مجاہدوں کی اور نہایت بے صحت بدایت کے
نہیں ہوتی اور یہ بات میسر نہیں ہوتی مگر
عادتوں کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزوں
جدا ہونے سے بزرگوں نے فرمایا ہے جب تک
صدق مجاہدہ نہوگا صفائی بھی نہوگی—
دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے- اور
بہت قریب ہے جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت میں اور دلوں کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے- اور بخشش کی نظر کرنے کو اور کسی
کے باطن منور کر دینے کو- اور دوام جمعیت خاطر
اور دعا کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علائق اور عوائق
اور صبر کرنے مخالفت نفس پر اور بچنے اغیار کی
صحبت سے حاصل نہیں ہوتا- اور مراقبہ کیا ہے
دم بیچون و بیچگون کے جو مبارک اسم
اللہ سے مفہوم ہوتے ہیں بے واسطے کسی
عبارت عربی و فارسی و عبری و غیرہ کے دھیان
میں رکھنی- اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نہ رکھے- اور اس معنی کو تمام

مدارک و قوی در نگاه داشت تکلف کند
تا آن زمان که بسبب مداومت
احضار تکلف از میان برخیزد و اگر
درین معنی فتورے واقع شود باسم
ذات که الله است باتوجه بآن معنی
مشغول شود تا که ذکر باند و همان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطه
ضعفے که بقیه است دریافت این معنی
میسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنی
بر تو اندازد و چنان شود که غیر این معنی
در نظر بصیرت چیزے نه نماید هر چند
که از خود خواهد که تعبیر کند نتواند آنا
الحق - هو الحق و هو الحق انا الحق گردد

شعر

اے برادر تو همین اندیشهٔ　　مابقی تو استخوان و ریشهٔ
گر گل ست اندیشه تو گلشنی　　ور بود خارے تو هیمه گلخنی

اے عزیز حق سبحانه و تعالے نفس ناطقه را
استعدادے بخشیده است که هر امرے
که محقق فی نفس الامر است روے از در رنگ
همان پذیرد و هر چیزے را که نصب العین
خود سازد حکم آن گیرد و سه

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی　　در بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل ست اگر روزے چند　　اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

و طریقے که نگاهداشت این آسان تر باشد
آن ست که دم را از زیر ناف حبس کرده

تمام مدرکوں اور قوتوں میں خواه مخواه نگاه رکھے
جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاه
رکھنا دور ہو جائے - اور جو اس معنی میں کچھ
فتور ہو جاۓ تو اسم ذات یعنے الله اوسکے معنے کیطرف
مشغول ہو - اوسی معنے میں تاکہ ذکر رہ جاوے - اور وہ
وہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو لیکن ابتدا میں اوس
ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہیں ہوتا - مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنی کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر میں کچھ نہیں رہتا - ہر چند چاہے
بھی تو بھی نہیں بیان کر سکتا انا الحق هو
الحق اور هو الحق انا الحق ہو جاتا ہے ترجمہ شعر
اے بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے * اور باقی تو
ہڈیاں اور گوشت ہے * اگر تیرا اندیشہ پھول
ہے تو تو باغ ہے * اور جو کانٹا ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا * اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس
ناطقہ کو ایسی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کیطرف
کہ نفس الامر میں متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ
قبول کرے - اور جس چیز کو اپنا نصب العین اوس
مد نظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے رباعی
اگر تیری خاطر میں گل گزرے تو گل ہے تو اور جو
بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو * تو جزو ہے اور حق کل ہے
اگر چند روز * کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جائے
تو * اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت
آسان ہو جاتا ہے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف حبس کرکے

و زبان را بکام و لب را بر لب چسپانده
نفس را حبس کند به وجهے که دم در درون
بسیار تنگ نشود و در بیرون آمدن و در
درون آمدن نفس و مابین این هر دو آگاهی
باشد تا نفسے ازین شغل غافل نه گردد و در
نسبت حضور مع الله فتورے واقع نشود
تا برسد باینجا که بے تکلف این نسبت حاضر
دل او بود و آگاهی صفت لازم دل گردد
چنانکه بینائی در باصره و شنوائی در سامعه
اگر کسے را چنان بخود آگاه گرداند که از غایت
آگاهی وصف شعور با آگاهی او را نماند
نهایت استغراق ست و اوائل درین
حال بعضے را حواس ظاهره و باطنه از
ادراک امور محسوسه و معقوله معطل باشند
و نهایت بیخودی رو دهد تا باید بعضے را
باوجود آنکه این صفت بکمال میسر شود
همه حواس در کار خود باشند و این حال
اشرف و اقوی ست بر اول اگر کسے را
وقوفے بمقاصد ارباب ولایت حاصل
شده است یقین او خواهد بود که شهود و
حضور و مشاهده که اهل ولایت را میباشد
عبارت از دوام حصول یاد داشت ست
تعبیر ازان با آگاهی کرده باشد اگر درین
مقام چنان شود که از شعور این نسبت نیز
بے شعور بود و بجز هستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالو سے اور لب کو لب پر بند
کر کے سانس کو روکے ایسی وجہ سے
کہ سانس اندر بہت تنگ نہو جاوے اور
سانس کے باہر آنے اور اندر جانے سے
اور دونو دموں کے درمیان سے آگاہی
ہو کہ نفس یعنے سانس اس شغل سے غافل
نہو جاوے اور نسبت حضور مع اللہ میں فتور
کچھہ نہ آجاوے تو پہنچے وہاں تک کہ بے تکلف
یہ نسبت اوسکے دل میں حاضر ہو اور آگاہی
دل کی صفت لازم ہو جاوے جیسے آنکھہ میں
بینائی اور کانوں میں شنوائی - اگر کسے کو ایسا آپ
سے آگاہ کریں کہ نہایت آگاہی کے سبب اوسکو
اپنی آگاہی کا بہی شعور نہ ہے نہایت استغراق
ہے اور اوائل اس حال میں بعضے کے حواس
ظاہر اور حواس باطن امور محسوسہ اور معقولہ کے
دریافت اور معلوم ہونیسے معطل ہو جاتے ہیں - اور
نہایت بیخودی ہو جاتی ہے اور بعضے کو باوجود دیکہ یہ
صفت خوب حاصل کمال کے ساتھہ ہو جاتی ہیں سب
اپنے اپنے کام میں رہتے ہیں تو یہ حال بہت اشرف اور بہت
قوی ہے پہلے حال سے - اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصدوں کا
حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود و حضور و مشاہدہ
جو اہل ولایت کو ہوتا ہے وہ دوام حصول یاد داشت
ہے اوسکو آگاہی کی عبارت میں ادا کیا ہے اگر اس مقام
میں ایسا ہو جاوے کہ اس نسبت کے شعور کا بہی شعور نرہے اور
سوائے ہستی حق کے نسبت نہ رہے ؛

واشغال ظاهره مانع نیاید از وجود این
نسبت وحضورش مانع نیاید از اعمال ظاهره
وصف شاهدی وشهودی از نظر
دل برخیزد وچنان در بحر نیستی گم گردد که
ازو نه فعل ماند و نه وصف نه اسم و نه ذات
این را بزرگان تعبیر بفنا، فنا کرده اند
اگر حق سبحانه تعالی او را ازین مقام ترقی
بخشد و به بقا بعد الفنا رساند از خود
بمحض عنایت نورے بخشد که بآن نور
تواند دید که مشاهده جز او جل ذکره نیست
و اشیا همه مظاهر و مجالی آنحضرت ست
جل ذکره و این معنی ملکه وے گردد و او را
از جمله بالغان شمرده اند و برائے
تکمیل ناقصان مقرر شود و اجازة
کرده اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و درهمین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شده است حالش همه شادی
و فرح بود که کونین در جنب او بمقدار
خردل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
که هنوز چیزی مانده است که بآن نرسیده
حالش همه شوق و قلق و اضطراب و هرگز این اضطراب
و اشتیاق از هیچ کاملے از انبیا و غیر
ایشان زائل نشده است همیشه حق سبحانه
و تعالی دوستان خود را درین فرح
دانده و اشتیاق مے داد ۞

اور اشغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہو - ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور شہودی اوس کے دل کی
نظر سے اوٹھ جاوے - اور ایسا دریای ہستی مین
گم ہو جائے کہ اوس سے نہ فعل رہے اور نہ صفت
اور نہ اسم اور نہ ذات - اسکو بزرگون نے فنا، فنا کہا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشے اور فنا
کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچاوے تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوا اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلی گاہ ہین - اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہو جاوے - ایسے شخص کو بالغون
مین سے گنا ہے - اور ناقصون کے کامل کرنے
کو مقرر ہوتا ہے - اوسے اجازت دی ہے
صحبت اور تربیت کی اونکے جو اس طریق کے مستعد
ہون - اور اسی مقام مین اگر تمکین دل کو حاصل ہوئی
ہے تو اوس کا یہ حال ہے کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے
ایسی جسکے مقابل مین دونو جہان رائی کے دانہ کی برابر
بھی نہین اور جو دل کی نظر اوسپر ہے کہ ابھی کچھ
رہ گیا ہے کہ اوسے نہین پہنچا ہے تو اوس کا
حال تمام شوق و قلق اور اضطراب ہوتا ہے
ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق کسی کامل انبیا
اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا ہمیشہ
حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس خوشی
اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے ۞

الی میعاد یوم اللقاء زیرا چه هر لحظه که تجلی
مشرف کنند بواسطه این تجلی استعداد
دیگر حاصل شود الی غیر النهایة پس هر چند
که زلال تجلیات بیش تشنگی بیش نه
افاضه آبحیات حقیقی منقطع و نه عطش
عطشان جمال در نقصان و زوال شعر

شربت الحب کاسا بعد کاس
فما نفد الشراب وما رویت

طریق سوم رابطه گشت به پیر که بمقام
مشاهده رسیده باشد و به تجلیات ذاتیه
متحقق گشته باشد دیدار وے بمقتضاے
هم الذین اذا رأوا ذکر الله
فائده ذکر دهد و صحبت وے موجب هم
جلسا را الله نتیجه صحبت مذکور دهد چون
چنین عزیزے دست دهد و اثر آن را
در خود بیابد چندانکه تواند آنرا نگاه دارد
و اگر حاضر نبود نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطه نماید که بجز وجود
آن عزیز هیچ نماند و از وجود خود منسلخ
گردد و بوجود وے متصف گردد و اگر در آن
فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و همچنین مرة بعد اخری تا آن زمان
که کیفیت مذکوره ملکه وے گردد و در غیبت آن
عزیز صورت او را در خیال گرفته تجمیع قواے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی استعداد
حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی چلی جاتی ہے
بے نہایت۔ تو جسقدر تجلیات زیادہ ہوتی جاتی
ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ نہ اودہر سے
آبحیات فیض کا منقطع ہونا ادہر سے محبان جمال
کی پیاس کم ہو ترجمہ شعر۔
مین نے محبت کی شراب کے پیالے پیالے دریے پیئے
نہ شراب ہو چکی اور نہ مین نے بس کی ؛
تیسرا طریق رابطہ ہے۔ رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے مقام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہو اوس کا دیدار موجب (وہ وہ لوگ
ہین کہ جب اونکو لوگ دیکہین اللہ کا ذکر کرین) ذکر
کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت موجب (وہ
اللہ کے ہمنشین ہین) نتیجہ اللہ کی صحبت کا دیتی
ہے۔ جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہوا اور
اوس کا اثر اپنے مین پاوے جسقدر ہو سکے اوسکو
نگاہ رکہے۔ اگر موجود نہو تو اوسکی دونو ابرو کے درمیان
نظر کرے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اُس عزیز کے اور کسیکی
ہستی نرہے۔ اپنی ہستی سے نکلکر اوسکی ہستی سے متصف ہوجاوے
اور جو اس مین کچہہ فتور واقع ہو جاوے تو پہر اوسکی صحبت کیطرف
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو جاوے اور اسی
طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ کیفیت مذکورہ
ملکہ نہو جاوے جبتک ایسا کرے اور جب وہ حاضر نہو
ہو تو اوس عزیز کی صورت خیال مین لاکر سب قواے

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد ہر
خاطرے کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی
روے نماید و ہیچ طریق ازین اقرب نیست
بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن
باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ
وے را بمرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان گفتہ
انما صحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا
فمع من یصحب مع اللہ یعنے ہمتے دار
کہ بآگاہی کہ پرتوے ست از تجلی ذاتی
مشرف شدہ از تعلق کونین خلاص
گردی و اگر طاقت این چنین کارے
نداری آگاہ بکسانے باش کہ بہ پرتو
این تجلی مشرف شدہ اند و از خود
رہائی یافتہ و ہمت شریف شان از
دلش تعلق بغیر نجات یافتہ در کریمہ
کونوا مع الصادقین اشارہ ہمین ست
و کسے را کہ صفائی فطرت باقی باشد
باشارہ صاحب دولتے کہ بہ شہود
ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت
این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت
و محنت بسیار کشد ؛ شعر ؛
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ ؛

فصل ۳

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
متوجہ ہو۔ جو خطرہ پریشان کرے اوسکو دور
کرے تو کیفیت بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق
سے کوئی اور طریقہ بہت نزدیک نہین ہے۔ ایسا اکثر
ہوتا ہے کہ مریدین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر
اوسمین تصرف کرے تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ
کو پہنچا دیتا ہے۔ بزرگون نے فرمایا ہے یعنے
ایسی ہمت رکھ کہ آگاہی سے جو ایک پرتوہ
ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے تعلق
سے خلاصی پائی اور جو ایسی کام کی طاقت
نہین۔ آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی سے
مشرف ہوئی ہین اور اپنی خودی سے رہائی پا گئے
ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریف غیر کے تعلق
سے نجات پائی ہوئے ہے آیہ کریمہ (رہو تم
ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ
ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوئی ہے وہ
کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے
جو شہود ذاتی کو پہونچا ہوا ہو۔ تھوڑے عرصہ
مین اس دولت کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت
اور بدون بہت محنت کرنے کے ترجمہ

شعر

جس کو تبریز مین شمس دین نے ایک نظر دیکھ لیا
وہ طعنہ کرتا ہے وہ ہے پیا اور ہنستا ہے چلہ پر

فصل ۳

در بیان کلمات قدسیه خواجه عبدالخالق
غجدوانی که سر حلقهٔ سلسلهٔ خواجگان شدند
لاجرم الفاظ مصطلح ایشان که دانستن طریقه
این عزیز ست موقوف بر آنست مع فوائد
آنحضرت که سالکان این طریقه را از و چاره نیست
درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجه را
وصیت نامه ایست در آداب طریقت که
برای فرزند معنوی خود خواجه اولیا کبیر
قدس سره نوشته اند مشتمل بر فوائد جزیله
و عوائد جلیله که ناگزیر بر همه سالکان و
مریدان ست و از جمله وصایا ست این
چند فقره جامعه که ایراد می یابد وصیت
می کنم ترا ای فرزند من بعلم و ادب
و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار
سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی
و فقه و حدیث آموزی و از صوفیان جاهل
بپرهیزی همیشه نماز بجماعت گزاری بشرط
آنکه امام و موذن نباشی هرگز طلب
شهرت مکن که شهرت آفت ست و بمنصبی
مقید مشو دائم گم نام باش و در قبالها
نام خود منویس و بمحکمه قضا حاضر مشو و
ضمان کسی مباش و بوصایای مردم در میا
و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاه
بنا مکن و در خانقاه منشین و سماع بسیار
مکن که سماع نفاق پدید آرد و دل را بمیراند

بیان مین کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ عبدالخالق
غجدوانی رح جو سر حلقہ ہین خواجگان کے سلسلہ
کے - انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ معلوم
ہوتا ہے مع اور فائدون کے جو اس طریقہ کے
سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان
کرتے ہین اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ ہے
آداب طریقت مین - جو انہون نے اپنے فرزند معنوی
خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ کے واسطے لکہا ہے جسمین
بہت بڑی بڑی فائدے ہین - جو سب سالکون اور
مریدون کو بہت ضرور ہین اور ان نصیحتون
مین سے یہ چند ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین
وہ لکہے جاتے ہین شروع مین تجکو وصیت کرتا ہون
اے میرے فرزند علم و ادب اور تقوی کو ہر حال مین
تو اپنے پر لازم کر لے کہ پیروی آثار سلف کی کرے
اور تو ملازم سنت جماعت کا ہو وے - اور تو
فقہ اور حدیث سیکہہ اور جاہل صوفیون سے کنارہ کرکے
ہمیشہ جماعت سے نماز پڑہے - اس شرط سے کہ موذن اور
امام تو نہووے - ہرگز شہرت طلب نکرے کہ شہرت آفت
ہے - اور کسی منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہ - اور
قبالون مین اپنا نام نہ لکہہ - اور محکمہ قضا مین کبہی
نہ جا اور کسی کا ضامن نہو - اور لوگون کی وصیتون
مین نہ پڑ - اور بادشاہ اور شہزادون سے صحبت
نرکہہ اور خانقاہ نہ بنا - اور خانقاہ مین نہ بیٹھ
اور بہت سماع نہ سن کہ بہت سماع سے نفاق
پیدا ہوتا ہے اور دل مرجاتا ہے

و بر سماع انکار مکن که سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق
بگریز همچنان که از شیر بگریزند و ملازم خلوت خود
باش و با مردان و زنان و مبتدعان و توانگران
و عامیان صحبت مدار حلال بخور و از شبه
پرهیز و تا توانی زن مخواه که طالب دنیا
شوی - و در طلب دنیا دین برباد دهی
بسیار مخند - و در همه بچشم شفقت نگری
و هیچ فردے را حقیر نشمری - ظاهر خود را
میارا سے - که آرایش ظاهر از خرابی باطن
ست و با خلق مجادله مکن - و از کسے چیزے
مخواه - و کسے را خدمت مفرما سے - و
مشائخ را بمال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منما ئے که منکر ایشان
هرگز رستگاری نیابد بدنیا و اهل دنیا مغرور
مشو - باید که دل تو همیشه اندوه گین باشد
و بدن تو بیمار - و چشم تو گریان - و عمل تو
خالص و دعائے تو بتضرع - و جامهٔ تو کهنه
و رفیق تو درویش - و مایهٔ تو فقر - و خانهٔ
تو مسجد - و مونس تو حق سبحانه و تعالے -
و هم از کلمات قدسیه حضرت خواجه این
هشت کلمات اند که بنا طریقهٔ خواجگان
قدس الله اسرارهم بر آنست هوش در دم
نظر بر قدم - سفر در وطن - خلوت در انجمن
یاد کرد باز گشت - نگاه داشت - یاد داشت

اور سماع کا انکار نہ کرے - کہ سماع کے اصحاب بہت
ہیں - کم بول اور کم کہا - اور کم سو اور خلقت سے بھاگ
جیسے شیر سے بھاگتے ہیں اور اپنی خلوت کا ملازم رہ -
اور مردوں اور عورتوں اور بدعتیوں اور تونگروں
عامیوں سے صحبت نہ کر حلال کہا - اور شبہ سے پرہیز کر اور
جب تک ہوسکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہو گا - اور
دنیا کی طلب میں دین برباد کریگا - بہت نہ ہنس اور
لوگوں کو شفقت کی نظر سے دیکھ - اور کسی کو بھی حقیر
نہ جان - اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرایش
باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے جھگڑا
نہیں - اور کسی سے کچھ نہ چاہ - اور کسی کو کچھ
خدمت نفرما - اور مشائخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر - اور انکے افعال کا انکار نکر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے - دنیا اور دنیا
داروں پر مغرور نہو - چاہیئے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے - اور تیرا بدن بیمار - اور آنکھیں
روتی ہوئیں - اور تیرے عمل خالص اور دعا عاجزی
اور گڑگڑانے کے ساتھ - اور کپڑے پرانے - اور
تیرے رفیق درویش - اور تیری پونجی فقر - اور
تیرا گھر مسجد - اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالی
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ میں سے یہ آٹھ
کلمے ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے
طریقہ کی بنا انہیں پر ہے - وہ یہ ہیں ہوش در دم
نظر بر قدم سفر در وطن - خلوت در انجمن یاد کرد
- باز گشت نگاہ داشت - یاد داشت

وغیر این همه پیدا است و پوشیده نماند
که سه کلمه دیگر اند از جمله مصطلحات این طائفه
علیه و آن وقوف زمانی و وقوف عددی
و وقوف قلبی که جمله یازده است مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سره فرموده اند که هوش
در دم یعنی انتقال از نفسی به نفسی می باید
که از سر غفلت نباشد از سر حضور باشد
و هر نفسی که می زند از حق سبحانه و تعالی
خالی و غافل نباشد و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره فرموده اند که درین
طریقه رعایت و حفظ نفس مهم داشته
اند یعنی می باید که هیچ انفاس بی نعمت
حضور و آگاهی مصروف نشود و اگر کسی
محافظت نفس نکرده گویند که فلان
کس گم کرده است یعنی طریق و روش
گم کرده است و حضرت خواجه بهاؤ الدین
قدس سره فرموده اند که بنا رکار درین
راه بر نفس باید کرد و نفس را نگزارد
که ضائع گردد در خروج و
دخول و حفظ ما بین النفسین سعی نماید
که بغفلت فرو نرود و بر نیاید

ی

ای مانده ز بحر علم بر ساحل این | در بحر ز راه ست دبر ساحل نشین
بردار صفا نظر ز موج کونین | آگاه به بحر باش بین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین

اور ان کے سوا سب نصیحت ہے دیکھے اور تین
کلمے ہین - اصطلاحون مین سے - اس طریقہ علیہ کے
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہین مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہیئے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو - جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ مین نفس کی رعایت و
نگہبانی بہت ضرور ہے یعنی چاہیئے کہ ہر سانس
ساتھ حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو - اور
جو کوئی رعایت سانس کی نہین کرتا تو کہتے
ہین - فلان شخص طریقہ بھول گیا - اور حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ اس راہ مین کام کی بنا سانس پر کرنی
چاہیئے کہ سانس ضائع نہو - باہر آنے
اور اندر جانے مین اور ان دونون
سانسون مین نگاہبانی چاہیئے - اور
کوشش چاہیئے کہ غفلت سے نہ آئین
جائین - ترجمہ رباعی اے دریائے علم چھوڑ کر کنارہ
پر بیٹھے ہوئے - دریا مین فراغت ہے کنارہ پر بڑائی
دونو جہان کی موج سے صاف نظر اوٹھالی دریا سے
آگاہ ہو درمیان دو سانسون کے حضرت

خواجہ مولانا نور الدین ۔۔۔

عبدالرحمان الجامی قدس سره السامی درا واخر
شرح رُباعیات آورده اند که شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبری قدس الله روحه در رساله
فواتح الجمل مے فرمایند که ذکرے که جاری ست
بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه
ایشان ست زیرا که در برآمدن و فرو رفتن
نفس حرفہا که اشارت بغیب ہویت حق
سبحانہ و تعالیٰ ست گفته مے شود اگر خواہند
و اگر نخواہند ہمین حرفہاست که در اسم مبارک
الله ہست و الف و لام از برائے تعریف ست
و تشدید لام از برائے مبالغہ دران تعریف
پس مے باید که طالب ہوشمند در نسبت آگاہی
حق سبحانہ و تعالیٰ بدین وجہ باشد که در
وقت تلفظ باین حرف شریف ہویت
ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ملحوظ وے باشد
و در خروج و دخول نفس واقف بود که در
نسبت حضور مع الله فتورے واقع نشود
تا بر شد. بآنجا که بے تکلف نگاه داشت او
این نسبت ہمیشہ حاضر دل او بوده و بتکلف
نتواند که این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

باغیب ہویت آمد اے حرف شناس
انفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگہ ازان حرف در امید و ہراس
حرفے گفتم شگرف اگر دارے پاس

عبدالرحمان جامی قدس سرہٗ السامی رباعیات کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین کہ شیخ ابوالجناب نجم الدین
کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمل مین فرمایا
ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے
نفسون پر یہہ اُن کے انفاس ضروریہ
ہین۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو
حرف مہارت سے ساتہہ غیب ہویت حق
سبحانہ تعالیٰ کے کہے جاتے ہین۔ اگر چاہین
یا نچاہین وہ ہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک
مین ہین۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کیواسطے
ہے۔ تو چاہیئے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالیٰ
کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جب یہ
حرف تلفظ مین آوین حق سبحانہ تعالیٰ کی ہویت
ذات اوس کی ملحوظ ہوا در سانس کے اندر جانے
اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع
اللہ مین کچہہ فتور نہ پڑے۔ یہانتک کہ وہان
پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر رہے ایسے کہ
تکلف سے بہی اس نسبت کو دل سے دور کر سکے

ترجمہ رُباعی

غیب کے ساتھ ہویت ہے اے حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے ؛
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
بین کہیہ ایک نادر بات بتائی ہی اگر تو نگاہ رکھے

پوشیده نماند غیبت ہویت کہ حضرت
عبدالرحمن جامی عارف ربانے درین
رباعی گفتہ اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت
ست از ذات حق سبحانہ و تعالی باعتبار
لاتعین یعنے بشرط اطلاق حقیقی کہ مفید نیست
باطلاق نیز ممکن نیست کہ درین مرتبہ
ہیچ علمے و ادراکے ہرگز بوے متعلق گردد
و ازین حیثیت مجہول مطلق ست *
نظر بر قدم آنست کہ سالک را در رفتن و
آمدن در شہر و صحرا و ہمہ جا نظر بر پشت
پای او باشد تا نظر او پراگندہ نشود و بجائے
کہ نباید نیفتد و مے شاید کہ نظر بر قدم
اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع
مسافات ہستی و طے عقبات خود پرستی
یعنے ہر جا کہ نظرش منتہی شود فی الحال قدم
بران نہند و آنکہ ابو محمد رویم قدس سرہ
گفتہ است کہ ادب المسافران لایجاوز
ہمتہ قدمہ اشارت باین معنی ست و
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمن جامی
قدس سرہ السامی در کتاب تحفة الاحرار
در منقبت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس
سرہ این مضمون را چنین بنظم آوردہ اند

ابیات

گم زدہ بے ہمدمی ہوش دم | در نگہ بشستہ نظر بس از قدم
بسکہ رخ خود کردہ بسرعت سفر | باز نماندہ قدمش از نظر

پوشیدہ نرہے کہ غیبت ہویت جو حضرت
عبدالرحمان جامی عارف ربانی نے یہ رباعی
فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے
ذات حق سبحانہ تعالی سے - باعتبار لاتعین کے
یعنے بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مقید نہین اطلاق
سے بھی - ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی
علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو -
اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے -
نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے
مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا
پر رہے اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان نہو
جہان نچاہئے وہان نہ جا پڑے - اور یون بھی
ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو سرعت سیر
سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین -
اور خود پرستی کی گھاٹیان طے کرنے مین یعنے جس
جا اوسکی نظر منتہی ہو فوراً اوسپر قدم رکھے -
اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سے
تجاوز نکرے) اشارہ اسی طرف ہے - اور
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمان جامی قدس
سرہ نے ایسا ہی کتاب تحفة الاحرار منقبت
مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے
یہ مضمون اس طرح نظم مین ادا کئے ہین -

گم زدہ بے ہمدمی بیہوش دم | در نگہ بشستہ نظر بس از قدم
بسکہ رخ خود کردہ بسرعت سفر | باز نماندہ قدمش از نظر

سفر در وطن آنست که سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنی از صفات بشری بصفات
ملکی و از صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق الله انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سرهٔ فرموده اند که شخص خبیث بهر جایی
که انتقال کند خباثت از وی زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثه بدانکه احوال
مشایخ طریقت قدس سرهٔ در اختیار سفر
واقامت مختلف ست بعضی از ایشان در
بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند
و بعضی در بدایت مقیم شوند و در نهایت
سفر کنند و بعضی در بدایت و نهایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضی در بدایت
و نهایت سفر کنند و مقیم نشوند و هر طائفه
را ازین چار فرقه در سفر و اقامت نیتی
صادق و غرضی صحیح ست چنانچه در ترجمه
عوارف مشروح ست اما طریقه خواجگان
قدس الله تعالی ارواحهم در سفر و اقامت
آنست که در بدایت حال چندان سفر
کنند که خود را بملازمت عزیزی رسانند
پس در خدمت وی مقیم شوند و اگر هم
در دیار خود کسی را ازین طائفه یابند ترک
سفر کرده بملازمت وی شتابند و سعی جمیل
در تحصیل ملکهٔ آگاهی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کے
طرف - اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق الله (اللہ کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جہان کہین انتقال
کرے - یعنے جہان جائے اوسکی خباثت موقوف نہین
ہوتی جبتک اون صفات خبیثہ کو ترک نکرے - جاننا
چاہیے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے اونمین سے ابتدا مین
سفر کرتے ہین - اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین - اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین - اور
آخر مین سفر کرتے ہین - اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین - سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین - اقامت نہین کرتے اور ان
چار فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ عوارف
کے ترجمہ مین مشروح ہے - لیکن طریقہ خواجگان
قدس الله ارواحہم کا سفر اور اقامت مین
یہ ہے کہ ابتدا ے حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی بزرگ کی ملازمت مین پہنچ جاتے ہین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرتے ہین اور جو اپنے ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پالیتے ہین تو سفر ترک
کرکے اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین - ملکۂ آگاہی کے حاصل کرنے مین بعد

حصول صفت ملکه سفر و اقامت علی التسویه

است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس سره فرموده اند که مبتدی را در سفر جز پریشانی هیچ حاصل نیست چون طالبی بصحبت عزیزی رسد وی را می باید که اقامت کرده قیام خدمت وی نموده وصف تمکین حاصل کند و ملکه نسبت خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم بدست می باید آورد بعد از ان بهر جا که بود هیچ مانع نیست

رباعی

یارب چه خوش ست بی دهان خندیدن
بیواسطهٔ چشم جهان را دیدن
بنشین و سفر کن که بغایت خوش ست
بی منت پا گرد جهان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس سره در اشعة اللمعات در شرح این بیت که

بیت

آئینه صورت از سفر دور ست
کان پذیرای صورت از نور ست

چنان فرموده اند که بجانب صورت سفر کند و جنبش نماید زیرا که پذیرائی صورت او جهة صفا و نوریت وجه خود شده است هر چه در مقابله وی می افتد در وی می نماید و صورت آن در وی منطبع میگردد بی حرکت وی بسوی صورت همچنین چون آئینه معنوی

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت دونو برابر ہین۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین سواے پریشانی کے اور کچھہ حاصل نہین جب کوئی طالب کسی بزرگ کی صحبت مین پہنچے اوسے چاہئے کہ اقامت کرے اوسکی خدمت مین رہے اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکہ نسبت کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے اسکے بعد جہان ہو کچھہ مانع نہین۔

ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے منہ کے ہنسنا
اور بے واسطے آنکھہ کے دیکھنا
بیٹھہ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس سرہ نے اشعة اللمعات مین اس بیت کی شرح مین کہ

بیت

آئینہ صورت از سفر دور ست
کان پذیرای صورت از نور ست

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہے اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نوریت اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھہ اوسکے مقابل مین آوے اور صورت دکہائی اوسکی صورت اوسمین منطبع ہو جاتی ہے اور وہ آئینہ کچھہ حرکت صورت کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

دل از حشویات صورکونیه خلاص یافت
و نور و صفا ویرا گرفت و ظلمات خواہشہائے
طبعی زائل شد در قبول تجلیات ذات و
صفات الہیه حاجت سیر و سلوک ندارد
زیراکه سیر و سلوک وے عبارت از تصفیه
و تصقل وجه قلب ست چون آن صفا و صقالت
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد —
خلوت در انجمن از حضرت خواجه بہاؤ الدین
قدس اللہ سرہٗ پرسیدند که بنا ر طریقه شما بر چیست
فرموده خلوت در انجمن بظاہر با خلق
و بباطن با حق سبحانه تعالیٰ که مضمون
حدیث الصّوفی هو الکائن و البائن

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانه وش
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

آنچه حق سبحانه و تعالیٰ فرموده ست که —
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ
ذِکْرِ اللّٰهِ تعالیٰ اشارت باین مقام ست
فرموده اند که نسبت باطنی درین طریقه
چنان افتاده ست که جمعیت دل در
ملا و در صورت تفرقه بیشتر ازان بود
که در خلوت فرموده اند که طریقه ما صحبت
ست که در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطے که نفی
بود در یکدیگر خواجه اولیا ر کبیر قدس سرہٗ

صورکونیه کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہو جاتا ہے - اور طبعی
خواہشون کے ظلمات زائل ہو جاتے ہین - تو
وہ تجلیات ذاتیه اور صفاتیه الہیه کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے - پھر حاجت سیر و سلوک
کی نہین رکھتا - اسواسطے کہ اوسکا سیر و سلوک
تصفیه و تصقل قلب کی وجه کا ہے - جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا - سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہوگیا — خلوت در انجمن حضرت
خواجه بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ سے پوچھا کہ
آپکے طریقه کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت
در انجمن پر بظاہر با خلق - اور بباطن با حق سبحانه
که حدیث شریف کا مضمون ہے اَلصُّوْفِيُّ هُوَ
الْکَائِنُ وَالْبَائِنُ — ترجمه شعر

باطن مین آشنا ہو اور ظاہر مین بیگانه رہ
ایسا زیبا روش شخص جہان مین کم ہوتا ہے

وہ جو حق سبحانه تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے - وہ اسی
مقام کا اشارہ ہے - فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقه کی ایسی ہی ہے - کہ ظاہر مین جمعیت دل
کی اور تفرقه کی صورت مین اس سے زیادہ جو خلوت مین
ہو - اور فرمایا کہ ہمارا طریقه صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت
ہوتی ہے - اور شہرت مین آفت ہے - خیریت و جمعیت صحبت
مین ہے بشرطیکہ باہم کرنفی ہو خواجه اولیا ر کبیر قدس سرہٗ نے

فرمودہ اند کہ خلوت در انجمن آنست کہ
اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبہ برسد
کہ اگر ببازار در آید ہیچ سخن و آواز کسی از
بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت
دل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہٗ فرمودہ اند کہ بسبب اشتغال بذکر از
روی جد و اہتمام در مدت پنج شش روز
باین مرتبہ می رسد کہ ہمہ آوازہا و حکایات
مردم ذکر نماید و سخن کہ گوید ذکر شنود در
جمع قاضی محمد قدس سرہ منقول ست
کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودہ
اند کہ در ابتداء سلوک ذکر بر من چنان
مستولی بود کہ اگر باد می وزید یا برگی در
حرکت می بود یا آواز گفتگوی مردمان بگوش
من می رسید ہمہ ذکر می شنیدم ہر کرا در
بدایت حال چنان نشود نہایت وی بنہایت
کمالات ذات نرسد یاد کرد و آن عبارت
از ذکر لسانی و با قلب ست حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ
اند کہ طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل
گوید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرید دل خود را
حاضر کند و بمقابلہ دل شیخ بدارد و چشم فراز
کند و دہان استوار دارد و زبان را بکام
چسپاند و دندان را برہم نہد و نفس را
بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہہ ہے کہ اشتغال
و استغراق ذکر مین اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر
بازار مین آئے بازار والون کی کوئی بات
اور آواز نہ شنائی دے ایسا غلبہ ذکر کا
دل کی حقیقت پر ہو- خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر مین مشتغل ہونا کوشش
و اہتمام سے پانچ چھہ روز مین حاصل ہو جاتا
ہے کہ سب آوازین اور حکایتین لوگونکے
ذکر معلوم ہوتی ہین- اور جو بات کرتا ہے ذکر
شنائی دیتا ہے- قاضی محمد قدس سرہٗ کے جمع
مین منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ابتدائے سلوک مین
ذکر مجھپر اسقدر غالب تہا کہ اگر ہوا بہی چلتی تہی
یا کسی درخت کا پتہ کہڑکتا تہا- یا کسی آدمی کی
آواز میرے کان مین پہنچتی تہی سب کو ذکر معلوم
ہوتا تہا جسکا ابتدا مین حال ایسا نہووے نہایت
مین کمالات ذات کو نہین پہنچتا ہے- یاد کرد کہتے
ہین ذکر زبانی دل کے ساتھہ- حضرت مولانا-
سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ
ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل مین کہے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ- مرید اپنا دل حاضر
کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ مین رکہے اور آنکہین
بند کر لے اور منہ مضبوط بند کرے اور زبان کو تالو
سے لگائے- اور دانت دانتون پر رکہے اور
سانس کو ٹہرائے اور خوب قوت و تعظیم سے ذکر کرے

موافقت شیخ بدل گوید نه بزبان و در حبس
نفس صبر کند در یک نفس سه بار گوید چنانکه
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت خواجه
عبید الله احرار قدس سرہٗ در بعضے از
کلمات قدسیه نوشته اند که مقصود
از ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه
تعالی باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل
شود خلاصه ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاهی حاصل نشود طریق آنست که ذکر
گفته شود بطریقے که در فصل سابق گزشته
و بازگشت عبارت ست از ملاحظه ذکر
یعنی هر بارے که بزبان و دل کلمه طیبه را
بگوید باید که در عقب آن بهمان زیاده
گوید خداوندا مقصود من توئی و رضای تو
زیرا که این کلمه بازگشت نفی کننده هر
خاطرے را که بیاید از نیک و بد تا ذکر
او خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ
گردد اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمه باز
گشت از خود صدقے در نیابد باید که ترک
آن نکند زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور
مے آید و نگاهداشت و آن عبارت از
مراقبه خواطر ست چنانکه در یک دم چند
بار کلمه طیب بگوید تا خاطر بغیر نرود و
حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہٗ در معنی این نگہ

موافق شیخ کے - دل سے کہے زبان سے نہین
اور سانس کو روکے - ایک سانس مین تین
دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کی حلاوت کا اثر دل مین
پہنچے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہٗ نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین لکھا ہے
کہ ذکر سے مقصود یہہ ہے کہ دل ہمیشہ حق سبحانہ
تعالی سے آگاہ رہے - محبت اور تعظیم کے ساتھ
- اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین حاصل
ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا اور جو
صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جائے - اس طرح جس طرح پہلی
فصل مین گزرا ہے - اور بازگشت کہتے ہین ذکر
کے ملاحظہ کو یعنے ہر دفعہ جب زبان و دل سے
کلمہ طیبہ کہے تو اوسکے پیچھے اوسی زبان سے کہے
کہ الہی میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا
اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت نفی کرنے والا ہے
ہر خطرہ کا نیک و بد جو آئے تا کہ اوس کا ذکر
خالص ہو جائے اور اوسکا خیال ماسوا سے
فارغ ہو اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے
کلمہ کا صدق اپنے مین نپائے - تو چاہئے کہ ترک
نہ کرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور
ہو جائیگا - نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے
مراقبہ کو ایک دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے تاکہ
غیر کا خطرہ نہ آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس
سرہٗ نے اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنی

فرموده اند باید که یک ساعت و دو ساعت
و زیاده از دو ساعت آنقدار که میسر شود
خاطر خود را نگاهدارد که غیرے بخاطر در نگردد
از خدمت مولانا قاسم علیه الرحمة که از کبار
اصحاب و مخصوصان حضرت خواجه
عبید الله احرار بودند منقول ست که
فرموده اند که ملکه در نگاهداشت بآن وجه
رسیده است که از وقت طلوع فجر
تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاه می توان داشت به وجهے که درین
مقدار زمان قوت متخیله از عمل خود معزول
گردد - پوشیده نماند که عزل قوت متخیله
تمامها از عمل اگرچه نیم ساعت باشد نزد
اهل تحقیق امرے بغایت عظیم ست و آن
از نوادر ست و بعضے اکمل اولیا را احیاناً
این معنی دست مے دهد چنانکه حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس الله تعالی سره
در فتوحات مکی آنجا که بیان سجود قلب کرده
اند در اسئوله و اجوبه خواجه محمد علی حکیم ترمذی
قدس الله تعالی سره تحقیق این کرده اند +
یاد داشت که مقصود ازین لفظ عبارت
از دوام آگاهی است بحق سبحانه تعالے
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفته
اند که حضور بے غیبت ست و نزد اهل تحقیق
مشاهده که استیلاء شهود حق ست بر دل

فرمائی ہیں - چاہئیے کہ ایک ساعت و دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جس قدر ہوسکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکھے - کہ غیر کا خطرہ اسمیں
نہ آئے - حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ جو
بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہیں انسے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت میں اوس درجہ
سے پہونچا ہے - کہ طلوع فجر سے جبتک چاشت
کا وقت بلند ہو - دل کو اغیار کے خطروں سے
نگاہ رکھ سکتا ہے ایسی طریقہ پر کہ اس قدر
وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجاے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہوجانا اگرچہ آدھی ساعت ہو - اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر نادر ہوا ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات
مکی میں جس جائے بیان سجود قلبی کا کیا ہے سوال و
جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کی تحقیق لکھی ہے یادداشت
اس سے مقصود دوام آگاہی ہے - حق
سبحانہ تعالے سے بر سبیل ذوق کے
اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلاء شہود حق ہے - دل پر -

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یاد داشت
وحضرت خواجه احرار در شرح این چهار
کلمه که مذکور شد این عبارت فرموده
اند که یاد کرد عبارت از تکلف ست
در ذکر و بازگشت عبارت از رغبت
بحق سبحانه و تعالی بران وجه که هر بار
که کلمه طیب را گوید از عقب آن بدل
اندیشد که خداوندا مقصود من توئی و
نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع
ست و یادداشت عبارت از رسوخ ست
در نگاه داشت۔ وقوف زمانی حضرت بہاؤالدین
قدس سره فرموده اند وقوف زمانی که کار
گذارنده راه ست آنست که بنده واقف
احوال خود باشد در هر زمانے که صفت و
حال او چیست موجب شکر ست یا موجب عذر وحضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سره فرموده اند و
در حال بسط شکر فرموده اند که رعایت این
دو حال وقوف زمانی ست وهم حضرت خواجه
بزرگ فرموده اند که بنای کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نهاده اند تا دریابند نفس شود
که بحضور میگذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا نکنند
دریافته این دو صفت نشود وقوف زمانی
عبارت از محاسبه است حضرت خواجه بزرگ فرموده
اند که محاسبه آنست که هر ساعتے که آنچه بر ما
گذشته ہست محاسبه میکنیم که غفلت

بوسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یادداشت
سے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چارون
کلمون کی شرح جو مذکور ہوئے ہین یون فرمائی
ہے کہ یاد کرد ذکر مین تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالے سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکے پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود توئی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔
اور یادداشت رسوخ نگاہداشت سے۔
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ
ہے کہ بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے۔ شکر کے
لائق ہے یا عذر کے۔ اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال مین شکر ہے کہ رعایت ان دونون حال
کی وقوف زمانی ہین اور یہ بھی حضرت خواجہ
بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا رکار
وقوف زمانی مین ساعت پر مقرر ہے کہ
معلوم کرے نفس کو کہ حضور مین گزرتا ہے یا
غفلت مین۔ اگر سانس پر بنا نہ کرین توان
دونو صفتون کو معلوم نہین کرنے کا وقوف زمانی
محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے
کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پر گزری
ہے محاسبہ ہم کرتے ہین کہ غفلت

جیست وحضور جیست می بینم که همه
نقصان ست بازگشت می کنم و عمل از
سر میگیریم بوقوف عددی و آن عبارت
از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجه
بزرگ بهاؤ الدین قدس الله تعالی سره
فرموده اند که رعایت عدد در ذکر قلبی
برای دفع خواطر متفرقه است وآنچه در
کلام خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم
واقع ست که فلانی مر فلانی را بوقوف
عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با
رعایت عدد نه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی
وذاکر را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج
کرت یا هفت کرت یا بست و یک کرت ذکر
گوید و عدد طاق را لازم شمرد و حضرت خواجه
علاء الدین عطار قدس الله تعالی روحه
فرموده اند بسیار گفتن شرط نیست باید
که هر قدر که گوید از سر وقوف و حضور باشد
تا فائده این مرتب گردد و چون در ذکر
قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاهر
نشود دلیل باشد بر بیحاصلی آن عمل و
اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت
منفی شود و در زمان اثبات اثری از آثار
تصرف جذبات الوهیت مطالعه افتد و آنکه
حضرت خواجه بزرگ فرموده اند که وقوف
عددی اول مرتبه علم لدنی ست میتواند بود که

کیا ہے اور حضور کیا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ سب
نقصان ہے - بازگشت کرتے ہین - اور نئے
سرے سے عمل کرتے ہین - وقوف عددی
رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ
بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالے سرہ
نے فرمایا ہے کہ رعایت عدد کی ذکر قلبی
مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے
کلام مین واقع ہے کہ فلان نے فلان کو وقوف
عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد
کی رعایت کے ساتھ - نہ فقط عدد کی رعایت
ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہئے ایک سانس مین
تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس
بار ذکر کرے - اور طاق عدد کو لازم کرلے
حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین
چاہئے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
کہے کہ فائدہ ہوا در جب ذکر قلبی مین عدد
اکیس سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہو تو یہ
بیحاصلی کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کے
وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت
جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دہیان
مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہی ہو سکتا ہے کہ

نسبت با اہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتی ست کہ موصول ست مرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی ست آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف ست بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابیہ

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمایشیست
فالکل واحد بتجلی بکل شان

دیگے از اکابر محققان این مضمون را چنین گفتہ
است

ص

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت ست
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے ست
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

و در شرح عبارات فرمودہ ص

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری ست احد در ہمہ افراد عدد
زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

و بحقیقت این وقوف ست کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
اسلئے کہ وہ ایک کیفیت او حال ہے جو قرب کے مرتبہ
وصل ہے - اور علم لدنی اس مرتبہ مین مکشوف ہوتا ہے اور
اہل نہایت کی نسبت وقوف عددی کی جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہ ہو - کہ ذاکر واقف ہو - واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب مین جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا -
اعداد حسابی کے مراتب مین ....
جہان کے اعداد او کثرت ایک نمایش ہے
سب احد ہے کہ ہر شان مین تجلی کر رہا ہے
اور بڑے محققون مین سے ایک بزرگ نے اس
مضمون کو یون فرمایا ہے ص
کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھکو کچھ شک نہین رہا اگر تجھکو کچھ شک ہے
ہر عدد مین اعتبار کی رو سے اگر اوسکی
صورت نہ دیکھے تو اوسکی مادہ مین ایک ہے
او شرح عبارات مین فرمایا ہے ص
اہل کشف و اہل خرد کے مذہب مین
واحد سب افراد مین سریان کئے ہوئے ہے
کیونکہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے
اور حقیقت مین یہہ وقوف ہے جو
علم لدنی کا اول مرتبہ ہے -

والله اعلم بالصواب +

پوشیده نماند که علم لدنی علمی ست که اهل
قرب را بتعلیم الٰهی و تفهیم ربانی معلوم و
مفهوم میشود نه بدلائل عقلی و شواهد نقلی
چنانچه کلام قدیم در حق حضرت خضر ع
فرموده و علمناه من لدنا علما
و فرق میان علم یقینی و علم لدنی آنست
که علم یقینی عبارت از ادراک ذات و
صفات الٰهی ست و علم لدنی کنایت از
ادراک معنی و فهم کلمات از حق سبحانه
و تعالی بطریق الهام و وقوف قلبی و
آن بر دو معنی محمول ست یکی آنکه
دل ذاکر واقف و آگاه باشد بحق
سبحانه و تعالی و آن از مقوله یاد داشت
ست حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره در بعض کلمات قدسیه خود نوشته
اند که وقوف قلبی عبارت از آگاهی و
حاضر بودن دل ست بجناب حق
سبحانه و تعالی بر آن وجه که دل را هیچ
بایستی غیر از حق سبحانه و تعالی نباشد
و معنی دوم آن ست که ذاکر از دل واقف
بود یعنی در اثنای ذکر متوجه قطعه
لحم صنوبری الشکل شود و او را بمجاز دل
می گویند - و در جانب الیسار محاذی
پستان چپ واقع ست + + + +

والله اعلم بالصواب +

پوشیده نہ ہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ
اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے
معلوم اور مفہوم ہوتا ہے نہ وہ عقلی دلیلوں سے
اور نقلی شواہد سے نہین معلوم ہوتا - جیسا
قرآن عظیم مین حضر علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے اور ہم
سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم) اور علم یقینی اور
علم لدنی مین یہ فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الٰہی
ادراک کو کہتے ہین اور علم لدنی اوسے کہتے ہین جو
بطریق الہام کے حق سبحانہ و تعالی کے
کلمات کے معنے ادراک کرے - وقوف قلبی
دو معنی پر بولا جاتا ہے - ایک یہ کہ ذاکر
کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ
و تعالی سے - اور یہ مقولہ یاد داشت سے ہے
حضرت خواجہ عبید الله احرار قدس الله سرہ
نے اپنی بعضے کلمات قدسیہ مین لکہا ہے کہ
وقوف قلبی کہتے ہین دل کے آگاہی اور حاضر
ہونے کو حق سبحانہ تعالے کی جناب مین ایسی
وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق
سبحانہ و تعالے کے نہو - اور دوسرے معنے
یہ ہین کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے ذکر کے
درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کیطرف متوجہ
ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہین
اور وہ بائین طرف پستان کے
تلے واقع ہے - + - + - + - +

واورا مشغول وگویا بذکر گردانند ونگزارد که از ذکر ومفهوم ذکر غافل وذاہل گردد۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالے سرہٗ ونزد ذکر حبس نفس ورعایت عدد را لازم نے شمرند۔ اما وقوف قلبی را بہر دو معنے کہ گفتہ اند مہم مے داشتند ولازم مے شمردند۔ زیرا کہ خلاصہ آنچہ مقصود ست از ذکر در وقوف قلب ست۔

شعر

مانند مرغے باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان
کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق وقہقہہ

اور اوسے مشغول اور گویا ذکر سے کرنے اوسے چھوڑ نہ سے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے ذکر کے غافل ہو جائے حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ ذکر مین حبس اور عدد کی رعایت لازم نہین گننتے۔ مگر وقوف قلبی کو دونو معنے سے جو ذکر ہوئے ہین ضرور جانتے سے تھے۔ اور لازم شمار کرتے تہے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا وقوف قلبی ہے

ع

مرغ کیطرح دل کے بیضہ پر نگہبان رہو
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا ہوگی

فصل ۴

در بیان توجہ وغیر آن۔ طریقہ توجہ اینطائفہ علیہ وپرورش نسبت باطنی ایشان چنانست ہرگاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت ازو یافتہ باشند در خیال در آرند تا آنزمان کہ اثر حرارت وکیفیت معہودہ ایشان پیدا شود بعد ازان آن خیال را نفی نکنند بلکہ آنرا نگاہدارند وچشم وگوش وہمہ قوی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ عبارتست از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعہ کائنات از علوی وسفلی مفصل آنست

فصل ۴

توجہ وغیرہ کے بیان مین۔ اس طائفہ علیہ کی توجہ کا طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور یون ہے کہ جب چاہین دل سے مشغول ہون تو پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت حاصل کی ہے خیال مین لائین۔ اوسوقت تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہین کرتے بلکہ اوسے نگاہ رکہتے ہین۔ اور آنکھ اور کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع انسانی ہے جسکے تفصیل کائنات علوی اور سفلی ہے

اگرچه آن از حلول در اجسام منزه است اما چون نسبتے میان او و میان این قطعه صنوبری ست پس توجه باین لحم صنوبری باید بود و چشم و فکر و خیال و همه قوی را بدان باید گماشت و باشک نداریم که درین حالت کیفیت غیبت و بیخودی سر شودن آغاز کند آن کیفیت را راهی فرض باید کرد و هر خطره که در آید بتوجه بحقیقت قلب خود نفی آن باید کرد اگر نفی نه شود التجا بصورت آن شخص باید کرد تا باز آن نسبت پیدا شود آن زمان خود صورت نفی خواهد شد و اما باید که شخص متوجه آن صورت را نفی نه کند و اگر خیالے بآن صورت وسواس نفی نه شود چند نوبت باسم یا فعال بحسب معنے در دل مشغول شود اگر باین نیز دفع نه شود در دل چند نوبت بتامل کلمه لا اله الا الله بدین طریق که لا موجود الا الله تصور کند و آن وسوسه مشوش از هر نوع که باشد و چون موجودی ست از موجودات ذهنی بحقیقت آن را بحق سبحانه و تعالی قایم بیند

اگرچه وہ حقیقت جامع انسان مین حلول کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری کے درمیان مین ہے - تو توجہ اس لحم صنوبری شکل کی طرف کرنی چاہئے - اور آنکھ اور فکر اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف متوجہ کرے اور ہمین اسمین کچھ شک نہین کہ اس حالت مین غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھائی دینی شروع ہو - اوس کیفیت کو ایک راہ فرض کرنا چاہئے - اور جو خطرہ کہ آوے اوس کو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے اوسکی نفی کرنی چاہئے - اگر نفی نہو سکے تو اوس شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پھر وہ نسبت پیدا ہو جاوے - اوس وقت خود صورت نفی کی ہو جاوے گی - لیکن چاہئے کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نکرے اور جو اوس صورت سے وسواس نجاوین تو کئی بار اسم یا فعال کے معنے سے دل مین مشغول ہو - اور جو اس سے بھی وسواس دفع نہوں - تو دل مین کئی بار تامل کے ساتھ کلمہ لا اله الا الله اس طریق سے تصور کرے کہ لا موجود الا الله - اور وہ وسوسہ جو پریشان کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت مین اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھ قایم دیکھے

بلکه عین حق داند زیرا که باطل نیز
بعض از ظهورات حق ست کما قال
الشیخ ابو زید قدس سرهٗ اشعار

لا تنکرا الباطل فی طوره
فانه بعض ظهوراته
واعط منه بمقداره
حتی توفی حق اثباته

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی فی تتمتها

؎

فالحق قد یظهر فی صورة
ینکرها الجاهل فی ذاته

و شک نیست که باین تعمل ذوقے شود
و نسبت عزیزان قوت گیرد و
آن زمان آن فکر را نیز نفے
کند و بحقیقت بے خودی متوجه
شود و از پیئے آن رود و اگر با آنکه
لا اله الا الله در دل بگوید و
الله را بدید هم و بدل فرو برد
و آن مقدار مشغول شود که بسیار ملول
نه گردد چون ببیند که ملول خواهد
شد ترک کند و بداند که مادام غیبت
و بے خودے و نسبت عزیزان در
ترقی باشد فکر در حقائق اشیاء
توجه بجزئیات عین کفر ست ع
باخودی کفر و بے خودی دین ست

بلکه عین حق جانے- اسواسطے که باطل
بهی بعضے ظهورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سره نے

؎

باطل کا انکار نه کر اوسکے طور مین
که وه بهی اوسکے بعضے ظهورات سے ہے
اور اوسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکه پورا کرے تو اثبات کا حق

اور کہا ہے شیخ موید الدین جندی نے اپنے تتمه مین

؎

کبهی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت مین
که جاہل انکار کرتا ہے اسکی ذات مین

اور شک نہین که اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو- اور نسبت عزیزون کی قوت
حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر
کی بهی نفی کرے- اور بیخودی کی حقیقت
سے متوجه ہو اور اوسکا پیچها پکڑے- اور اگر
باوجودیکه لا اله الا الله دل مین کہے اور الله
کو مد دے- اور دل مین اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو که بہت ملول نہو جائے
اور جب دیکہے که ملول ہوگا- ترک کرے
اور یه جان لے که جبتک غیبت اور بیخودی
اور عزیزون کی نسبت ترقی مین ہو- حقایق
اشیاء مین جزئیات کے طرف توجه عین
کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ست

بلکه فکر در اسمار و صفات حق سبحانه
و تعالیٰ هم نباید کرد زیرا که مطلب
این طائفه علیّه توجه به نسبتی
ست که سرحد وادی حیرت
ست و مقام تجلی انوار ذات
ست و ذکر اسما و صفات شک
نیست که ازین مرتبه فروترست

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو در و گم شو وصال این ست و بس

و باید که در بازار و گفت گوی و اکل و
شرب و همه حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
و او را حاضر داند و بصور جزویه
از حضرت جامعه خود غافل
نشود بلکه همه اشیار را بوسئے قایم
داند و سعے کند که آن را در همه
موجودات مستحسنه و غیر مستحسنه
مشاهده نماید تا بجائے رسد
که خود را همه بیند و همه اشیا را
آئینه جمال باکمال خود داند و در
حالت سخن گفتن نیز باید
که ازین مشاهده غافل نشود بلکه
گوشه چشم دل او بدان سو باشد
اگرچه بظاهر بچیز ها دیگر

بلکه فکر حق سبحانہ تعالیٰ کے اسمار
و صفات مین بہی نہ کرنا چاہئے اسواسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادے
حیرت کی سرحد ہے۔ اور انوار ذات
کی تجلی کا مقام ہے۔ اور اسمین کچہہ شک
نہین کہ اسمار صفات کا ذکر اسمرتبہ سے نیچے ہے

ترجمہ شعر

تو ہرگز باقی نرہ کمال بس یہی ہے
جا اوسمین گم ہو جا بس وصال یہی ہے

اور چاہئے کہ بازار مین اور کہانے پینے مین اور
ہر حال مین وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکہون کے
سامنے رکہے۔ اور اوسے حاضر جانے اور
جزئیہ صورتین دیکہہ کر اپنے حضرت جامعہ
سے غافل نہو۔ بلکہ تمام اشیار کو اوس
کے ساتھہ قایم جانے اور کوشش کرے
کہ اوسکو تمام اچہی موجودات اور بری
موجودات مین مشاہدہ کرے۔ یہان
تک کہ ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ اپنے
آپکو بہی سب وہ ہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینہ جانے۔ اور بات کرنے مین
بہی چاہئے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو۔ بلکہ دل کی آنکہہ کا گوشہ اوسی طرف لگا
رہے اگرچہ ظاہر مین اور چیزون سے

مشغول باشد چنانچه فرموده اند

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانه باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

و هرچند که صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد و چون بمرتبه برسد که تفرقه میان دل و زبان نتواند کردن و خلق او را از حق حجاب نشود و حق حجاب از خلق نه گردد آن زمان تواند که بصفت جذبه در دیگران تصرف کند و از جانب ارشاد دعوت خلق بحق آن کسے را باشد که باین مرتبه برسد و باید که خود را از غضب راندن نگاهدارد که راندن غضب ظرف باطن را از نور معنی تهی و خالی میسازد و اگر ناگاه غضبے واقع شود یا قصورے دست دهد کدورتے قوی ظاهر گردد و سررشته نسبت کم گردد و یا ضعف شود غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند بآب سرد صفا میدهد و الا به آب گرم و جامه پاک بپوشد و در خالی جائے دو رکعت نماز بگزارد و چند نوبت بقوة نفس برکشد و خود را خالی سازد و بعد ازان بهمان طریق که گذشت متوجه شود و در ظاهر و نیز بیش حضرت جامع خود تضرع کند و بکلی توجه باو نماید۔

مشغول ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے +

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت زیادہ ہوتی جائیگی۔ اور جب اس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین تفرقہ نکر سکے۔ اور خلقت اوسکو اللہ کا حجاب نہو۔ اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو اوسوقت ہوسکتا ہے کہ بصفت جذبہ اور لوگون مین تصرف کرے۔ اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانے کی اوس شخص کو ہوتی ہے جو اوس مرتبہ کو پہونچ جائے۔ اور چاہئیے کہ اپنے تئین غصہ کرنے سے بچائے کہ غضب کرنے سے باطن کا ظرف نور معنے سے خالی ہوجاتا ہے اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہوجائے کدورت قصور ظاہر ہو اور نسبت کم ہوجائے تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کی قوت ہو تو سرد پانی سے غسل کرے کہ اس سے صفائی خوب ہوتی ہے۔ اور نہین تو گرم پانی سے نہائے اور پاک کپڑے پہنے۔ اور خالی جائے مین دو رکعت نماز پڑہے۔ اور کئی بار بہت زور سے سانس نکالے۔ اور اپنے تئین خلا کرے اور پہر اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور ظاہر مین بہی اپنے حضرت جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑائے اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو۔

بداند کہ این حقیقت جامعہ مظہر مجموع ذات وصفات حق ست نہ آنکہ حق سبحانہ در وے حلول کردہ بلکہ بمنزلہ صورت ست در مرآۃ پس این تضرع بحقیقت نزد حق سبحانہ و تعالے باشد و بعضے ازین طائفہ علیہ قدس اللہ اسرارہم بجاے توجہ شیخ ونگاہداشت صورت او نگاہ داشت ہیئت رقمے کلمۂ طیبہ یا اسم مبارک اللہ مے فرمایند خواہ آن را در خارج از خویش بنظر حسن ملاحظہ فرمایند خواہ در حوالی دل و سینہ تخیل امر کنند و فقیر دہ سالہ بود کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ چون در دہلی تشریف آوردہ بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک اللہ امر فرمودند بعد از مدتے بتخیل اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم بسیار غیبت و بیخودی روے میداد کہ اصلا گنجایش خطرہ دیگر نمی شد و خیلی لذت و اطمینان قلب یافتہ می شد و من لم یذق لم یدر مثلے مقررست پوشیدہ نماند کہ لفظ نسبت و لفظ بار دو کلمہ است کہ در عبارت و اشارات خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم بسیار واقع شدہ است گاہے نسبت گویند مراد ازان طریقہ و کیفیت مخصوصہ

اور یہ جان لے کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموع ذات وصفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے اوسمین حلول کیا ہے۔ بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے آئینہ مین۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ کے اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہین خواہ اوسکو خارج مین۔ اپنے سے حسکی نظر سے ملاحظہ کرین۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے خیال سے امر فرمائین۔ آور یہ فقیر دس برس کا تہا کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ جب دہلی مین تشریف لائے تہے۔ فقیر کو فرمایا اللہ اللہ لکہا کرو ایک مدت کے بعد فرمایا۔ دل کے گرداگرد خیال سے لکہا کرو۔ بہت غیبت اور بیخودی ظاہر ہوتی تہی۔ کہ ہرگز کسی خطرہ کو گنجایش نہ تہی اور نہایت ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا تہا۔ (جس نے نہین چکہا وہ کیا جانے)۔ ایک مثل مشہور مقرر ہے۔ پوشیدہ نرہے کہ نسبت کا لفظ اور بار کا لفظ دو کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے عبارت و اشارہ مین بہت واقع ہوئے ہین۔ کبہی نسبت کہتے ہین۔ اور اوس سے مراد طریقہ اور کیفیت مخصوصہ ۔۔۔۔۔۔

ومعمورہ این طائفہ علیہ دارند و گاہے
صفت غالب و ملکہ نفس کشی ارادت
کنند و گاہے بار گویند و مراد گرانی
بے نسبتے دارند چنانکہ فلان بارے
آورد یا فلان مارا وربار ساختہ وقتے
کہ بکسے ملاقات کنند کہ بطریقہ ایشان
مناسبتے نداشتہ باشد واز نسبت
او متاثر شوند اگرچہ آن کس از اہل سلوک
یا اہل علم و تقوی باشد زیراکہ نسبت
این عزیزان فوق نسبتہاست و ہرچہ
غیر آن ست بار خاطر ایشان ست و
گاہے لفظ بار گویند و ازان مرضے و
غرضے ارادہ کنند چنانکہ گویند فلان
بار فلان برداشت یا فلان بار فلان
انداخت مراد ایشان رفع مرض یا حوالہ
مرض باشد و مخفی نماند کہ رفع مرض
و حوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان ست
قدس اللہ اسرارہم و حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہ فرمودہ اند کہ آنچہ از
اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم
منقول ست کہ ذر بار مردم مے آیند
یکے از دو صورت مے تواند بود یکے
آنکہ وقتے کہ آشنائی و عزیزے را
مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض
مے شود ایشان طہارت مے سازند و

اور معہود اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے
اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب اور
ملکہ نفس کشی کا ہوتا ہے - اور کبھی بار کہتے
ہین - اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے
جیسے کہتے ہین - فلان بارے آورد یا فلان
مارا در بار ساخت جبوقت کسی ایسے سے ملاقات
کرتے ہین - جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ
رکھتا ہو اور اسکی نسبت سے اون کو اثر ہو
اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوی
ہو - اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت سب
نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے - اور جو انکی
نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے
اور کبھی لفظ بار کہتے ہین اور اوس سے کوئی
مرض یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار
فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت تو
اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے
اور پوشیدہ نرہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر
خواجگان کے طریق مین ہے قدس اللہ اسرارہم
اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے
نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ خواجگان
قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ بار مین
لوگون کے آتے ہین - ایک ان دو صورتون مین
سے ہو سکتا ہے - ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز
کو کوئی مرض یا ملالت یا کسی گناہ مین مبتلا
ہونا عارض ہو جاتا ہے - یہ طہارت کرتے ہین اور

نماز میگزارند تضرع و زاری کنند و
از حضرت حق سبحانه و تعالی در
میخواهند که او را از آن عارضه پاک و
مطهر گرداند و صورتی دیگر آن ست
که صاحب مصدر آن مرض و یا معصیت
خود را می دانند و بجای او خود را اثبات
می کنند و بعد از طهارت و نماز تمام تضرع
و زاری می کنند و بصدق و خلاص توبه
و انابت می نمایند و خاطر مشغول میدارند
و همت بر می گمارند که او را از آن ابتلا تمام
خلاصی و نجاتی میسر میشود و فرموده اند در
وقتیکه یاری و عزیزی بیمار ست او را
بهمت مددگاری کردن بسیار خوب ست
مدد بر دو نوع ست یکی همت تمام می
مصروف باشد که مرض مرتفع شود دیگر
آنکه در وقت مرض تفرقه خاطر بسیار باشد
و بآسانی خاطر جمع می شود و بهمت مدد
می فرمایند که تفرقه خاطر مرتفع میشود
یا انچه مقصود اعلی ست نصب العین
گردد طریقه توجه خواجگان قدس الله
تعالی اسرارهم و آن توجه را التصرف
می نامند برین وجه هست که بدل متوجه
دل طالب شوند و از ره گذر آن ارتباط
اتصال و اتحادی میان دل ایشان
و باطن آن طالب ارتفع می شود و بطریق

نماز پڑھتے ہیں اور تضرع و زاری کرتے
ہیں کہ خدا تعالی اوسکو اوس عارضہ سے
پاک کرے - اور دوسرے صورت یہ ہے کہ وہ مرض یا
معصیت الا اپنے تئین جانتے ہیں اور اسکی جگہ اپنے تئین
اثبات کرتے ہیں اور بعد طہارت نماز کے تضرع و زاری
کرتے ہیں - اور صدق و اخلاص سے توبہ
کرتے ہیں - اور اللہ سے رجوع ہوتے ہیں
اور خاطر کو مشغول رکھتے ہیں - اور ہمت کرتے
ہیں - کہ اوس کو اوس مرض یا معصیت سے
خلاصی اور نجات ہو - اور فرمایا ہے کہ جب
کوئی یار و عزیز بیمار ہو اسکی مدد ہمت سے
کرنی بہت خوب ہے - مدد دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ تمام ہمت سے مصروف ہو کہ مرض
دور ہو جائے دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری
کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور
آسانی خاطر جمع ہوتی ہے - ہمت سے مدد کرتے
ہیں - کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے - کہ جو مقصود
اعلی ہے وہ نصب العین ہو - طریقہ
توجہ خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم
اوس توجہ کو تصرف کہتے ہیں اور وہ اس
وجہ پر ہے کہ دل سے متوجہ طالب کے
دل کی طرف ہوتے ہیں - اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں
اور اوس طالب کے باطن میں واقع
ہوتا ہے - اور بطور

انعکاس از دل ایشان پرتوی به باطن مستعدے تا بد و این صفتے ست که ناشی از استعداد ایشان ست که بطریق انعکاس در آئینه استعداد آن طالب ظاهر شده اگر این ارتباط متصل شود آنچه بطریق انعکاس حاصل شده بود صفت دوام پذیرد و تبیین شرائط تصرف و دقایق آن و تفصیل روش آن بگفتن مرشد تعلق دارد و منقول ست از حضرت خواجه محمد یحیی پسر حضرت خواجه عبید الله احرار قدس الله تعالی سرہما که ارباب تصرف بر انواع اند بعضے ماذون و مختار که باذن حق سبحانه و تعالی و باختیار خود هر گاه که خواهند تصرف کنند و او را بمقام فنا و بیخودی رسانند و بعضے دیگر از ان قبیله اند که با وجود قوت تصرف جز بامر غیبی تصرف نکنند تا از پیشگاه مامور نشوند بکسے توجه نکنند و بعضے دیگر آن چنانند که گاه گاه صفتی و حالتے بر ایشان غالب شود و در غلبه آن حال در باطن مریدان تصرف کنند و از حال خود ایشان را متاثر سازند پس کسے که نه مختار بود و نه ماذون و نه مغلوب از وے چشم تصرف نباید داشت ⁂

عکس ہے ان کے دل سے - طالب کی باطن پہ پرتو اپڑتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے کہ انکی استعداد سے ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوئی ہے - اگر یہ ارتباط متصل ہو - تو جو بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا صفت دوام ہو جاتا ہے اور بیان شرائط تصرف کا اور اوسکے دقیقہ اور تفصیل اوسکی روش کی مرشد کے کہنے سے متعلق ہے - اور منقول ہے حضرت خواجہ محمد یحیے صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما سے - کہ اہل تصرف بہت طرح کے ہین - بعضے ماذون و مختار ہین کہ حق سبحانہ تعالی کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہین تصرف کرتے ہین - اور اوسی مقام فنا اور بیخودی مین پہنچا دیتے ہین اور بعضے اوس قسم کے ہین کہ باوجود قوت تصرف کے سوا امر غیبی کے تصرف نہین کرتے جبتک اودہر سے امر نہو کسی کی طرف توجہ نہین کرتے - اور بعضے ایسے ہین کہ انپر کبھی ایک صفت اور ایک حالت غالب ہو جاتی ہے اوس حال کے غلبہ مین مریدون کے باطن مین تصرف کرتے ہین اور اپنے حال کا اون مین اثر پیدا کرتے ہین - تو جو نہ مختار ہو - نہ ماذون ہو - اور نہ مغلوب اوس سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیئے - ⁂

رسالہ شریفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف ہمہ کارہاے نیک میکند بے آنکہ خواہشی درمیان باشد و از کارہاے بد اجتناب میکند بے آنکہ منکر کار بد باشد و با ہمہ کس مے آمیزد بے آنکہ تعلق خاطر بود و از ہمہ جداست بے آنکہ نفرتے باشد خدارا عین ہمہ داند و در ہمہ بیند بے آنکہ ہیچ یکی را خدا گوید و خدا را در ہمہ یابد بے آنکہ دوئی درمیان آید مشرب عارف از ہمہ مشارب جداست بے آنکہ مشرب ہیچکس را مشرب خود داند و ہمہ مشربہا بر می آید بے آنکہ آلودہ مشربے گردد خدارا میخواند بے آنکہ دردمند بود و از خدا گاہی غافل میشود بے آنکہ این غفلت غیر حضور باید در عین غفلت حاضر ست و در عین حضور غافل شہود عارف در نسیان زیادہ از مشہود ست. در مظاہر دیگر متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارت در ہمہ شیوہا و در ہمہ کارہا لذت تمام دارد و بے الم در ہمہ المہا لذت کلی دارد بے لذت عارف ہم حق ست و ہم خلق خدا را عین بندگی میباید و بندگی را عین خدا و نہ بندگی کاری دارد نہ با خدا کہ حقیقت او بالاتر از بندگی و خدا ست اگر از عارف بپرسی کہ ہیچ میدانی گوید نمی دانم و نمی یابم و اگر گوئی کہ ہیچ چیز مجہول تو ہست مقصود تو ہست گوید ہیچ چیز مجہول و مقصود من نیست ہمہ معلوم نیست و موجود درست عارف ہمہ دارد و ہیچ ندارد کار عارف ہمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف وہ ہے جو بغیر کسی خواہش کے سب اچھے کام کرتا ہے اور سب برے کاموں سے پرہیز کرتا ہے حالانکہ کسی برے کام کا منکر نہیں ہوتا اور سب لوگوں سے ملتا جلتا ہے حالانکہ کچھ تعلق نہیں رکھتا اور سب آدمیوں سے جدا رہتا ہے باوجودیکہ کچھ نفرت نہیں ہوتی اور خدا تعالیٰ کو ہر چیز کا عین جانتا ہے اور ہر ایک چیز میں دیکھتا ہے باوجودیکہ کسی کو خدا نہیں کہتا اور خدا تعالیٰ کو سب کا غیر سمجھتا ہے حالانکہ غیریت کا قائل نہیں ہوتا عارف کا مشرب سب مشربوں سے نرالا ہے وہ کسی کے مشرب کو اپنا مشرب نہیں جانتا اور سب کے مشربوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے وہ کسی مشرب سے ملتفت نہیں خدا کو پکارتا ہے حالانکہ اسکی درد مندی نہیں کرتا اور خدا سے کبھی غافل بھی ہو جاتا ہے باوجودیکہ یہ غفلت غیر حضوری نہیں ہوتی وہ عین غفلت میں حاضر رہتا ہے اور عین حضوری میں غافل۔ عارف کی حضوری بھول میں زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت حضوری اسکی ظاہر ہونیکے جگہ میں عارف اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب اچھے کاموں کے اندر پورا پورا لذت پاتا ہے کچھ تکلیف نہیں اٹھاتا اور سب تکلیفوں میں کبھی لذت پاتا ہے اور کبھی لذت نہیں بھی پاتا عارف خدا بھی ہے اور مخلوق بھی خدا کو عین بندگی جانتا ہے اور بندگی کو عین خدا اور بندگی سے کچھ کام نہیں رکھتا اور نہ خدا سے کیونکہ اسکی حقیقت خدا اور بندگی سے بہت بلند ہے اگر تو عارف سے یہ پوچھے کہ تو کچھ جانتا ہے تو جواب دیگا کہ کچھ خبر نہیں اور نہ مجھکو کچھ معلوم ہے اور جو تو اس سے پوچھے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تیرا مقصود ہے اور تو اسکو نہیں جانتا تو جواب دیگا کہ ایسا نہیں بلکہ سب چیزیں مجھے غیر معلوم ہیں اور سب مجہول اور

ضد در ضد او ست حیرت و حیرت ہیچ فکر و اندیشہ
ندارد خود بیخود ست و خود از خود ست و خود بسوی
خود ست و ختیاری درمیان نی و ہرچہ در عالم واقع است
نہ خواہست عارف ست و نہ بیخواہست عارف و نہ
مقصود عارف و مراد عارف عارف نامی بیش نیست بلکہ
عین معروفست معروف ہم اسمی بیش نیست بلکہ ہمان عارفست
و ہر دو نام وہمی بیش نیست گو عارف و گو معروف اینست
حقیقت حال کہ ہیچ حقیقت ندارد و اینست نہایت معرفت کہ
عین حیرت و جہل ست کجا معرفت و گو حیرت کہ ہر دو در حقیقت
ذات عارف ست کہ آنچہ از عارف معلوم
ست عین واقف ورا سے و فاست باقی ہمہ
او ست کہ ہم معلوم و ہم مجہول ست و نہ
معلوم و نہ مجہول عارف چون از حساب
مکان و زمان برآمدہ ست دنیا و آخرت
او را یکے ست و بہشت و دوزخ یکی بشنو
سر مجمل سخن گفتہ مے شود درین وقت گنجایش
تفصیل نیست مجمل آنکہ خدا را یاد کن و بے
آنکہ خدا را ہست خود ساز ی و خود را فراموش
کن بے آنکہ از خود غافل گردی و عمل شریعت
بکن بے آنکہ غرض و مطلب داشتہ باشی
و کار ہائے ممنوع منمائی بے آنکہ نفرتے
و ننگی از آن در خود یابی و از صفات
حسنہ و حمیدہ کسب نما بے آنکہ با آنہا
تعلقے داشتہ باشی راضی باش بہرچہ
واقع شود و از لذت شرعی بہرہ مند شو

صرف ضد اور حیرت پر مبنی ہیں وہ کچھ فکر
اور اندیشہ کرتا ہے نہیں آپہی میں رہتا ہی
ہے اور نہیں بہی ہے اور آپ آپہی کی طرف ہی
ہے۔ اور کچھ کام بہی نہیں کرتا۔ اور جو کچھ دنیا
میں ہے نہ عارف کے چاہنے سے پیدا ہوا اور نہ بے
چاہے اور نہ عارف آپ سے چاہتا ہے۔ عارف
کی مراد عارف کہواتا نہیں بلکہ جسکا وہ عارف
ہو۔ اور در حقیقت جسکا وہ عارف ہوا وہی
خود عارف ہے اور کیا یہ دونو نام بر سے وہمی
معلوم دیتے ہیں خواہ عارف ہو یا جسکا وہ عارف
ہوا یہی ہے حال کی حقیقت جو کچھ حقیقت ہی نہیں
رکھتا۔ اور یہی ہے معرفت کی انتہا جو ٹہیک حیرت اور
جہالت ہے کہاں ہے معرفت اور کہاں ہے حیرت کہ
حقیقت دونو عارف کی ذات ہے جو کچھ عارف کو معلوم
در حقیقت اسکا پورا کرنا ہی ہے باقی سب وہی ہے جو معلوم
بہی ہو غیر معلوم بہی اور جو معلوم بہی نہیں اور غیر معلوم
بہی نہیں جب وہ مکان اور زمان کی حساب سے چہوٹ چکا تو
اسکے لئے دنیا اور آخرت بہشت دوزخ سب ایک ہی ہے ایک
بات جو مجملا بیان کیجاتی ہی تو آسے سن لے کیونکہ اس وقت تفصیل
کی گنجایش نہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا کو یاد کر اور اسکو مت بہلا
اور اپنے تئیں بہول جا حالانکہ اپنے سے غافل مت ہو اور
شریعت پر عمل کر لیکن اوس سے کچھ غرض اور مطلب نہ رکہہ
برے کام مت کر اور اوس سے کچھ نفرت اور شرم نکر اچہی اور پسندیدہ
عادتیں اختیار کر باوجودیکہ اوس سے کچھ تعلق نہ رکہتا ہو جو کچھ وقوع
میں آتا ہو اسپر راضی رہ شریعت کی لذتوں سے فائدہ اٹہا اور

بلے آنکہ غافل باشی از ظہور حقیقت ونہ
دعوی معرفت داشتہ باشی یا بشنو وتہ
حاضر باشی نہ غافل نہ بندہ باشی نہ خداوند نہ موجود باشی نہ مفقود
متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لازم دار بلے آنکہ محمد را غیر حق دانی
یا حق را منحصر دانی در محمد بدانکہ محمد حق نیست
و حق محمد حق حق محمد محمد محمد نیست کمال
کمال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وہو الحقیقۃ
الحال —

اور اون سے غافل مت ہو اور جو ایسی
حقیقتین ظاہر ہون تو انکی معرفت اور حضوری
کا دعوی مت کر نہ غافل ہو اور نہ حاضر
نہ غلام بن اور نہ آقا اپنے تئین نہ موجود تصور
کر اور نہ معدوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اتباع لازم جان اور اپنے آپکو خدا کا غیر مت سمجھ اور نہ خدا
کو محمد کے اندر منحصر کر۔ جان تو کہ محمد خدا نہیں اور
خدا محمد — خدا خدا خدا — محمد محمد محمد ہے یہی
ہے کمال الکمال اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور
وہی ہے حال کی حقیقت۔۔۔

ضروری گزارش

ہر خاص و عام کی خدمت میں ملتجی ہون کہ یہ عجیب و غریب متبرک سالہ یعنی ارشاد در طریقہ
حضرات نقشبندیہ مع رسالہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ با ترجمہ اردو
جملہ حقوق بحق مطبع محفوظ ہیں اور نیز موجب قانون بست و پنجم ۱۸۶۷ء اس کی رجسٹری با ضابطہ ہو چکی
لہذا کوئی صاحب اسکے کل یا جزو چھاپنے یا چھپوانے کے مجاز نہیں سوا میری تحریری اجازت
کے ان چھاپون کو جسقدر جلدین مطلوب ہون باداے قیمت احقر سے طلب فرما لیوین
المشتہر

خادم العلما والفقرا احقر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نبیرہ حضرت مولانا شاہ
رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مالک و مہتمم مطبع
احمدی واقعہ عقب کلان محل اندرون مدرسہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

تمت

۳۹۶۱ تمام شد

اطلاع ضروری

احقر نے ارادہ مصمم کیا ہے
کہ اپنے خاندان کی تمام بزرگوں
کی تصانیف جو میرے پاس قلمی موجود ہیں اور ابھی تک چھپی نہیں انکو مع ترجمہ اردو کے عام اور
سلیس زبان کے سانچے میں ڈھال ڈھال کر بتائید تمام میں شائع کروں کیونکہ آجکل ہر
شہر و امصار اور کوچہ و بازار اور خاص و عام میں جو دینی مسائل میں وہ اختلاف اور شور و فساد ہے کہ جسکی
اسوقت میں ان حضرات کی تصانیف کا مع ترجمہ اردو کے شائع کرنا بہت مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ
خدا کے فضل سے نادر تصانیف مع اردو ترجمہ کے چھپنی شروع ہو گئی ہیں جنکے نام فہرست مطبوعہ میں موجود ہیں ہر
شخص کی فرمایش اور درخواست پہنچنے پر مطبع احمدی متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی سے فوراً روانہ کیجاتی ہے اور ان حضرات کی
تصانیف شائع کرنی اور مطبع اور اسکے متعلق کتب خانہ اسلامیہ جسمیں ہر علم و فن کی کتابوں کا عربی فارسی تصوف وغیرہ میں کافی
ذخیرہ موجود ہے جاری کرنے سے دو فائدہ بہت بڑے سوچے ہیں اول تو جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
اور انکے شریف خاندان کی عظیم الشان بزرگوں کی مزارات جو ناگفتہ بہ حالات میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر حصہ مزارات کا نزول
میں آیا ہوا ہے انکی درستی اور مسجد اور احاطہ اور مقبرہ میں مدد کیجاوے اور دوسرے اخروی فائدہ بھی نظر آتے ہیں بشرطیکہ عمیق اور
غور ہمدردی و قومی نظر سے دیکھا جاوے ہر اہل اسلام اور خصوصاً معتقدین و متوسلین خاندان کو کم از کم اسقدر تو ضرور
امداد فرمانی چاہیئے کہ مطبوعہ تصانیف کی خریداری اور آیندہ تصانیف جو زیر طبع ہیں خریداروں کی فرمایش کی
فہرست میں اپنا اور اپنے دوست احباب کا نام نامی درج کرا دیں اور ایسے ضروری کام میں شرکت
اور امداد فرما کر ہمدردی ظاہر فرماویں وَاللّٰہُ لَا یُضِیعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِیْنَ اگر قوم نے خدمت اور قدر
اور جو سالا قدردانی کی تو علاوہ ان عظیم حضرات کی
کل تصانیف شائع اور قبرستان اور مسجد کی حفاظت و درستی معقول طور پر ہو جائیگی اور جس قسم کی کتابیں جو صاحب

خادم العلماء و الفقراء الملتجی الی اللہ الصمد ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی مالک و مہتمم مطبع احمدی و دوکان اسلامیہ دہلی دریبہ کلان